ایاتھا ۲۲۷ سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ ٢٦ رکوعاتھا ۱۱

ابن ضریس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سورۂ طسم الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے آخری پانچ آیتوں کے جو وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ (الشعراء) مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

امام ابونعیم نے" حلیہ" میں معدی بن کرب سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ہم ان سے طسم الشعراء کے بارے میں پوچھیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: میرے پاس تو اس بارے میں کچھ نہیں لیکن تم پر لازم ہے کہ تم اس کے پاس جاؤ جس نے یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے، تم ابوعبداللہ خباب بن ارت کے پاس جاؤ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾

طا، سین، میم

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قرآن کے اسماء میں سے ایک نام ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طٰسٓمّٓ میں طاء یہ ذی الطول سے، سین قدوس سے اور میم الرحمٰن سے ماخوذ ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾
اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾ وَ
مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾
فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى
الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ
مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

''یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔(اے جان عالم!) شاید آپ ہلاک کر دیں گے اپنے آپ کو اس غم میں کہ وہ ایمان نہیں لا رہے۔اگر ہم چاہیں تو اتاریں ان پر آسمان سے کوئی نشانی پس ہو جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی۔اور نہیں آیا کرتی ان کے پاس کوئی تازہ نصیحت الرحمٰن کی جانب سے مگر یہ کہ وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔تو بیشک انہوں نے تکذیب کی،سو مل جائے گی انہیں اطلاع اس امر کی جس کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے۔کیا انہوں نے نہیں دیکھا زمین کی طرف کہ کتنی کثرت سے ہم نے اگائے ہیں اس میں ہر طرح کے مفید پودے؟ بیشک اس میں (ان کے لیے قدرت الٰہی کی) نشانی ہے اور ان سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

امام عبدالرزاق،عبد بن حمید،ابن جریر،ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے بَاخِعٌ کا معنی قاتل (قتل کرنے والا) نقل کیا ہے اور کہا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان پر ایسی نشانی نازل فرماتا جس کے سامنے وہ اطاعت شعار بن جاتے تو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف گردن بھی نہ موڑتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے پاس کتاب اللہ میں سے جو بھی چیز آتی ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں،قیامت کے روز ان کے پاس اس چیز کی خبریں آئیں گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اور کَرِیۡمٍ کا معنی حسن ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کریمہ فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُهُمۡ لَهَا خٰضِعِيۡنَ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا ''عنق'' سے مراد لوگوں کی جماعت ہے۔نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حرث بن ہشام کو نہیں دیکھا کہ وہ کہتا ہے اور ابوجہل کا کرتا ہے:

يُخۡبِرُنَا الۡمُخۡبِرُ اَنَّ عَمۡرًوا اَمَامَ الۡقَوۡمِ مِنۡ عُنُقٍ مُخَيَّلِ

''ہمیں خبر دینے والا بتاتا ہے کہ عمرو (ابوجہل) قوم کے سامنے بزدل جماعت سے ہوتا ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خٰضِعِيۡنَ کا معنی ذلیل نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ''خاضع'' سے مراد ذلیل ہے۔(3)

امام فریابی،عبد بن حمید،ابن جریر،ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ کا معنی زمین کی نباتات نقل کیا ہے جسے لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں۔(4)

امام فریابی،عبد بن حمید،ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ بھی زمین کی نباتات میں سے ہیں جو جنت میں داخل ہو گیا وہ کریم ہے اور جو جہنم میں داخل ہو گیا وہ کمینہ ہے۔

امام ابن جریر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء میں جو الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ہے۔اس کا اطلاق سابقہ

1۔تفسیر عبدالرزاق،زیر آیت ہذا،جلد 2،صفحہ 61-360 (09-2107)،دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،جلد 19،صفحہ 71،دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ایضاً 3۔ایضاً،جلد 19،صفحہ 75

marfat.com
Marfat.com

قوموں سے جو لوگ ہلاک ہو گئے ہیں ان پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ عزیز کا ذکر فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن سے انتقام لیا اور وہ مومنوں کے لیے رحیم ہے جب انہیں اس عذاب سے نجات دی جس کے ساتھ اپنے دشمنوں کو ہلاک کیا۔(1)

وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ
اَلَا یَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَ یَضِیْقُ
صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ
فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ
مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ
اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ لَبِثْتَ
فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ
الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا
خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ
تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ
الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ
مُّوْقِنِیْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ
اٰبَآىٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ
لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَىٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ
الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّ نَزَعَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 76، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾
قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ
سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ
لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ
الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا
نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ
مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا
بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ
تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا
ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ
اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾

''اور یاد کرو جب ندا دی آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو (اور فرمایا) کہ جاؤ ظالم لوگوں کے پاس یعنی قوم فرعون کے پاس۔ کیا وہ (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے؟ آپ نے عرض کی میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور گھٹتا ہے میرا سینہ اور روانی سے نہیں چلتی میری زبان۔ سو (از راہ کرم) وحی بھیج ہارون کی طرف۔ اور (تو جانتا ہے) کہ ان کا میرے ذمہ ایک جرم بھی ہے اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا پس تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں (اور ہر بات) سننے والے ہیں۔ سو دونوں جاؤ فرعون کے پاس اور اسے کہو ہم فرستادے ہیں رب العالمین کے۔ (ہم

marfat.com
Marfat.com

تمہیں کہتے ہیں) کہ بھیج دے ہمارے ساتھ (ہماری قوم) بنی اسرائیل کو۔ فرعون نے (یہ سن کر) کہا موسیٰ! کیا ہم نے تجھے پالا نہیں تھا اپنے یہاں جبکہ تو بچہ تھا اور بسر کیے تو نے ہمارے پاس اپنی عمر کے کئی سال اور تو نے ارتکاب کیا اس فعل کا جس کا تو نے ارتکاب کیا اور تو بڑا احسان فراموش ہے۔ آپ نے جواب دیا میں نے ارتکاب کیا تھا اس کا اس وقت جبکہ میں ناواقف تھا۔ تو میں بھاگ گیا تھا تمہارے ہاں سے جبکہ میں تم سے ڈرا پس بخش دیا مجھے میرے رب نے حکم اور بنا دیا مجھے رسولوں سے۔ اور یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے حالانکہ تو نے غلام بنا رکھا ہے بنی اسرائیل کو۔ فرعون نے پوچھا کیا حقیقت ہے رب العالمین کی؟ آپ نے فرمایا (رب العالمین وہ ہے جو) مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر ہو تم یقین کرنے والے۔ فرعون نے اپنے اردگرد بیٹھنے والوں سے کہا کیا تم سن نہیں رہے؟ آپ نے فرمایا وہ جو تمہارا بھی مالک ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی۔ فرعون بولا بلاشبہ تمہارا یہ رسول اللہ جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف یہ تو دیوانہ ہے۔ آپ نے (معاً) فرمایا جو مشرق و مغرب کا رب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ اس نے (رعب جماتے ہوئے) کہا (یاد رکھو!) اگر تم نے میرے سوا کسی کو خدا بنایا تو میں تمہیں ضرور قیدیوں میں داخل کر دوں گا۔ فرمایا اگرچہ میں لے آؤں تیرے پاس ایک روشن چیز۔ اس نے کہا پھر پیش کرو اسے اگر تم سچے ہو۔ پس آپ نے ڈالا اپنا عصا تو اسی وقت وہ صاف اژدھا بن گیا۔ اور آپ نے باہر نکالا اپنا ہاتھ تو یک لخت وہ سفید ہو گیا دیکھنے والوں کے لیے۔ (یہ دیکھ کر) فرعون نے اپنے آس پاس بیٹھنے والے درباریوں سے کہا واقعی یہ ماہر جادوگر ہے، یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں اپنے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے۔ (اب بتاؤ) تمہاری کیا رائے ہے؟ بولے مہلت دو اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیج دو شہروں میں ہرکارے تاکہ وہ لے آئیں تیرے پاس (ملک کے کونہ کونہ سے) تمام ماہر جادوگر۔ الغرض جمع کر لیے گئے سارے جادوگر مقررہ وقت پر ایک خاص دن اور کہہ دیا گیا لوگوں سے کیا تم (مقابلہ دیکھنے کے لیے) اکٹھے ہو گے؟ شاید ہم پیروی کرتے رہیں جادوگروں کی اگر وہ (مقابلہ میں) غالب آجائیں۔ جب حاضر ہوئے جادوگر تو انہوں نے فرعون سے پوچھا کیا ہمیں کوئی انعام بھی ملے گا اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام پر) غالب آجائیں؟ اس نے کہا ہاں ضرور ملے گا اور تم اس وقت میرے مقربوں میں شامل کر لیے جاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا پھینکو جو تم پھینکنے والے ہو۔ تو انہوں نے پھینک دیں اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں (میدان میں) اور (بڑے وثوق سے) کہا ناموس فرعون کی قسم! ہم ہی یقیناً غالب آئیں گے۔ پھر پھینکا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سونٹا تو وہ یکایک نگلنے لگ گیا جو فریب انہوں نے بنا رکھا تھا۔ پس (یہ معجزہ دیکھ کر) گر پڑے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے۔ انہوں نے (برملا) کہہ دیا ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ فرعون نے (خفت مٹانے کے لیے) کہا کیا تم تو ایمان لا چکے تھے اس پر اس سے پہلے کہ میں تمہیں مقابلہ کی اجازت دیتا۔ یہ تو تمہارا بڑا (گرو) ہے جس نے

marfat.com
Marfat.com

تمہیں سحر کا فن سکھایا ہے۔ ابھی (سازش کا انجام) تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ میں ضرور کاٹ دوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مخالف طرفوں سے اور میں تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا ہمیں اس کی ذرا پرواہ نہیں، ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہمیں یہ امید ہے کہ بخش دے گا ہمارے لیے ہماری خطائیں کیونکہ ہم (تیری قوم میں سے) پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى کے بارے میں یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: یہ اس کے متعلق ہے جب طور کی دائیں جانب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی گئی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس نفس کے قتل کا الزام جوان میں قتل ہوا اور فَعَلْتَكَ سے مراد بھی انسان کا قتل ہے اور الضَّآلِّیْنَ سے مراد جاہل ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذَنْۢبٌ سے مراد انسان کو قتل کرنا ہے اور اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا سے مراد ہے کہ فرعون کے گھر والوں نے آپ کو لاوارث کے طور پر اٹھایا، بچہ کی حیثیت سے تربیت کی یہاں تک کہ آپ جوان بن گئے اور وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ سے مراد ہے تو نے ایک انسان کو قتل کیا وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ فرمایا اس سے اللہ کے نبی بری ہیں۔ الضَّآلِّیْنَ سے مراد جاہل ہیں۔ بعض قرائتوں میں اذا کی جگہ اذن ہے۔ کیونکہ یہ ایسی چیز تھی جس سے آپ ناواقف تھے، آپ نے اس کا قصد نہ کیا تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان جتلایا جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت کی، وہ کہتا تو نے میری نعمت کی ناشکری کی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے تو ان پر غلبہ پا چکا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ کا یہ معنی کیا ہے کہ تو نعمت کی ناشکری کرنے والا ہے کیونکہ فرعون یہ نہیں جانتا تھا کہ کفر کیا ہے اور الضَّآلِّیْنَ کا معنی جاہل کیا ہے۔(4)

امام ابو عبید اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اذا کی بجائے اذن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے حُكْمًا کا معنی نبوت نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے فرماتے اے فرعون! تو مجھ پر یہ احسان جتلاتا ہے جبکہ تو نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالیا ہے وہ آزاد تھے تو ان پر غالب آگیا اور انہیں اپنا غلام بنالیا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 77,78,80
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 461 (12-2110)، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 81
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 79-80
5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 82

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۝ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: اس نے یہ اضافہ مجبور ہو کر کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی صورت سانپ جیسی تھی وَّ نَزَعَ یَدَهٗ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گریبان سے ہاتھ نکالا تو وہ چمک رہا تھا دیکھنے والا اسے دیکھ رہا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ساتھ آئے، انہیں لے کر مصر کی طرف چلے یہاں تک کہ وہاں رات کو پہنچے اور اپنی ماں کے مہمان بنے۔ وہ رات کی وجہ سے انہیں نہیں پہچانتے تھے۔ آپ نے مکان کی ایک طرف ڈیرہ ڈال لیا۔ حضرت ہارون آئے۔ جب مہمان کو دیکھا تو اس کے بارے میں اپنی ماں سے پوچھا: ماں نے بتایا کہ یہ مہمان ہے۔ حضرت ہارون نے مہمان کو دعوت دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب دونوں بیٹھے گفتگو کی، حضرت ہارون نے پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا میں موسیٰ ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے اٹھے اور معانقہ کیا۔ جب تعارف ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا اے ہارون! مجھے فرعون کے پاس لے جا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اس کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت ہارون نے جواب دیا جو حکم ہو سر تسلیم خم ہے۔ دونوں کی ماں اٹھی۔ اس نے چیخ ماری اور کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتی ہوں کہ تم فرعون کے پاس نہ جاؤ، وہ تم دونوں کو قتل کر دے گا۔ دونوں نے انکار کیا۔ دونوں رات کے وقت ہی اس کے پاس چلے گئے۔ اس کے دروازے پر آئے۔ اس کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ فرعون اور دربان گھبرا گئے۔ فرعون نے کہا اس وقت کون میرے دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہے؟ درباریوں نے دونوں پر جھانکا اور ان دونوں سے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ دربان گھبرا گیا۔ فرعون کے پاس آیا اور اسے سب کچھ بتایا اور کہا یہاں ایک پاگل انسان ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ وہ رب العالمین کا رسول ہے۔ فرعون نے کہا اسے اندر آنے دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اندر تشریف لائے اور کہا وہ رب العالمین کا رسول ہے۔

فرعون نے کہا رب العالمین کیا ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جو سورۂ طٰہٰ میں مذکور ہے رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى۝ (طٰہٰ) فرعون نے کہا اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ۝ (الاعراف) ثعبان مذکر سانپ جو اپنا منہ کھولے ہوئے تھا۔ اس کا نیچے والا جبڑا زمین میں اور اوپر والا جبڑا دیوار پر تھا۔ پھر فرعون کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا جب فرعون نے اسے دیکھا تو اس سے ڈر گیا۔ وہ اچھلا تو اسے حدث لاحق ہوا جبکہ پہلے اسے حدث لاحق نہیں ہوتا تھا۔ وہ چیخا اے موسیٰ! اسے پکڑ لے، میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 84

marfat.com

Marfat.com

تیرے ساتھ بھیجتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا تو وہ عصا بن گیا۔ جادوگروں نے آپس میں سرگوشی کی اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا (طٰہٰ:63) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے امیر ملے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا: بتا اگر میں کل تجھ پر غالب آجاؤں تو کیا تو مجھ پر ایمان لے آئے گا اور تو یہ گواہی دے گا کہ میں جو لایا ہوں وہ حق ہے، جادوگر نے کہا میں کل ایسا جادو پیش کروں گا جس پر کوئی چیز غالب نہ آسکے گی، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تو مجھ پر غالب آ گیا تو میں تجھ پر ایمان لے آؤں گا اور میں گواہی دوں گا کہ تو حق پر ہے جبکہ فرعون دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَّقِیْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس روز اسکندریہ میں تھے یہ بات بھی کی جاتی ہے۔ اس روز سانپ کی دم سمندر کے دوسری جانب پہنچی تھی۔ وہ شکست کھا گئے۔ فرعون سرنگوں ہو گیا۔ سانپ نے فرعون کا ارادہ کیا۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ! اسے پکڑ لے۔ فرعون اس روز لوگوں کی بنسبت سانپ کے زیادہ قریب تھا۔ وہ زمین پر کوئی چیز نہیں رکھتا تھا کہ وہ اس روز اس کے نیچے پاخانہ کر دیتا۔ سانپ سبز قبہ میں چھوڑا گیا تھا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ سے وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ قسم اٹھائی مگر اللہ تعالیٰ کو فرعون سے زیادہ غالب پایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بشر بن منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب ان میں سے بعض نے کہا وَ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ۔ فرشتوں نے کہا رب کعبہ کی قسم! آج فرعون کی ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرے خلاف قسمیں اٹھاتے ہو، میں نے اسے چالیس سال تک مہلت دی ہے۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے لَا ضَیْرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تو کہتا ہے وہ ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر تو ہمارے ساتھ وہ سلوک کرے اور ہمیں سولی پر لٹکا دے تو ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں تو وہ ہمیں ان اعمال پر بدلہ دے گا جو تو نے ہمیں سزا دی اور ہم نے اس پر صبر کیا۔ ہم توحید پر ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ کے انکار سے برأت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وہ جادوگر اس روز ان لوگوں میں سے پہلے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھ کر ایمان لائے۔(2)

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ۛ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 85، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 87,88

marfat.com
Marfat.com

مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾

''اور ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ راتوں رات (یہاں سے) میرے بندوں کو لے جاؤ، یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ پس بھیجے فرعون نے سارے شہر میں ہرکارے (تاکہ لوگوں کو بتائیں) یہ لوگ ایک چھوٹی سی جماعت ہیں۔ اور انہوں نے ہمیں سخت برافروختہ کردیا ہے (تاہم فکر نہ کرو) ہم سب (ان کے متعلق بہت) محتاط ہیں۔ سو ہم نے نکالا انہیں (سرسبز) باغوں اور (بہتے ہوئے) چشموں سے اور (بھرپور) خزانوں اور شاندار محلات سے۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان تمام چیزوں کا وارث بنادیا۔ پس وہ ان کے تعاقب میں نکلے اشراق کے وقت۔ پس جب ایک دوسرے کو دیکھ لیا دونوں گروہوں نے تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے (ہائے) ہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ ضرور میری راہنمائی فرمائے گا۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو یہاں سے نکال دے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا (الدخان: 23) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے نکل چلیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ قبطیوں سے زیورات ادھار لیں اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی بھی اپنے ساتھی کو آواز نہ دے اپنے گھروں میں صبح تک چراغ جلائے رکھیں۔ ان میں سے جو اپنے دروازے کے سامنے سے نکلے تو وہاں خون گرادے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ چلا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ان تمام بچوں کو بنی اسرائیل کی طرف نکال دیا جو قبطیوں کے گھروں میں بنی اسرئیل کے پیدا ہوئے تھے اور قبطیوں کے ان تمام بچوں کو قبطیوں کی طرف نکال دیا جو قبطیوں کے بنی اسرائیل کی عورتوں سے پیدا ہوئے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لے کر رات کے وقت نکل کھڑے ہوئے جبکہ قبطیوں کو کچھ علم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں پر موت طاری کردی۔ خاندان میں سے ایک آدمی مرنے لگا۔ وہ انہیں دفنانے لگے تو وہ بنی اسرائیل کی تلاش سے غافل ہوگئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بیس ہزار افراد کو لے کر چل پڑے۔ وہ بیس سال کی عمر والے کو اس کے چھوٹے ہونے ساٹھ سال والے بوڑھا ہونے کی وجہ سے شمار نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے بچوں کے علاوہ ان کے درمیانی عمر والوں کو شمار کیا۔

فرعون نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ہامان امیر تھا۔ لشکر کی تعداد دس لاکھ تھی اور سات لاکھ گھوڑے تھے جن میں ایک بھی ایسا نہیں تھا جو پالتو ہو۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآىِٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساقہ پر تھے جبکہ ہارون علیہ السلام ان کے آگے آگے جارہے تھے۔ ایک مومن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا؟ فرمایا سمندر کا۔ اس نے ویسے ہی سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سمندر میں داخل ہونے سے منع کردیا۔

marfat.com
Marfat.com

بنو اسرائیل نے فرعون کو دیکھا کہ وہ ان کے پیچھے آرہا ہے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہم تو پکڑے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے ہدایت عطا فرمائے گا۔ سدی کہتے ہیں سَیَهْدِیْنِ کا معنی وہ مجھے کافی ہوگا۔ حضرت ہارون آگے بڑھے سمندر میں عصا مارا تو سمندر نے راستہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا وہ کون جبار ہے جو مجھے مارتا ہے؟ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے سمندر کو ابو خالد کی کنیت دی۔ انہوں نے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا تو ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہوگیا۔ کہتے ہیں كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ کا معنی بڑا پہاڑ ہے۔ بنو اسرائیل اس سمندر میں داخل ہوگئے۔ سمندر میں بارہ راستے تھے۔ ہر راستے میں ایک ایک قبیلہ تھا۔ جب راستے دیواروں کے ساتھ جدا ہوئے تو ہر قبیلہ نے کہا کہ ہمارے ساتھی مارے گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان راستوں کو ان کے لیے پل بنا دیا جو طبقات کی صورت میں تھے۔ آخری آدمی پہلے آدمی کو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ سب سمندر سے پار نکل گئے۔ پھر فرعون اور اس کے ساتھی سمندر کے قریب ہوئے۔ جب فرعون نے سمندر کو بٹے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا: اے لوگو کیا تم نے دیکھا کہ سمندر بٹ چکا ہے اور مجھ سے ڈر گیا ہے۔ یہ میرے لیے کھولا گیا ہے تاکہ میں اپنے دشمنوں کو پکڑلوں اور انہیں قتل کردوں۔ جب فرعون کے لشکر راستوں کے منہ پر جا پہنچے تو ان کے گھوڑوں نے سمندر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو جبریل امین گھوڑی پر سوار ہو کر نیچے اترے۔ گھوڑوں نے گھوڑی کی بو کو محسوس کیا اور اس گھوڑی کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑے سمندر میں داخل ہوگئے یہاں تک کہ جب پہلے فوجی نے سمندر سے نکلنے کا ارادہ کیا اور آخری آدمی داخل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ انہیں پکڑلے۔ سمندر ان پر مل گیا۔ جبریل امین فرعون کے لیے یک وتنہا ہوگئے اور فرعون کو سمندر کی لہروں میں غوطہ دینے لگے اور اس کے منہ میں کوئی چیز ٹھونسنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن بنو اسرائیل کو لے کر سمندر سے گزرے تھے۔ ان کی تعداد چھ لاکھ جنگجو اور بیس ہزار سے کچھ اوپر تھی اور فرعون نے دس لاکھ فوج اور دو لاکھ گھوڑوں کے ساتھ اس کا پیچھا کیا تھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَشِرْذِمَةٌ کا معنی ٹکڑا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَشِرْذِمَةٌ کا معنی لوگوں کی جماعت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے بارہ خاندانوں کی صورت میں سمندر عبور کیا۔ ہر راستہ میں بارہ ہزار افراد تھے اور یہ سب کے سب حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس روز بنو اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی اور فرعون کی تعداد کا شمار ہی نہ تھا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے کمزور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرعون اللہ کا دشمن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ستر قائدین کے ساتھ دفن کر دیا۔ ہر قائد کے ساتھ ستر ہزار لشکری تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب سمندر عبور کیا تو اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد ستر ہزار تھی۔

ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تمام بنی اسرائیل کو جمع کریں۔ بنو اسرائیل کے چار گھروں کو ایک گھر میں اکٹھا کریں۔ پھر بھیڑ کے بچوں کو ذبح کریں اور ان کا خون دروازوں پر مل دیں۔ میں ملائکہ کو حکم دینے والا ہوں کہ وہ اس گھر میں داخل نہ ہوں جس کے دروازے پر خون ہو اور میں فرشتوں کو حکم دینے والا ہوں کہ وہ فرعون کے نوجوانوں کو مار ڈالیں جوان کے خاندان اور گھر سے تعلق رکھتے ہوں۔ پھر تازہ روٹی پکاؤ۔ کہا یہ تمہارے لیے جلدی تیار ہو جائے گی۔ پھر چل پڑو یہاں تک کہ سمندر پر پہنچو۔ پھر ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے۔ جب فرعون نے صبح کی تو اس نے کہا یہ حضرت موسیٰ اور اس کی قوم کا عمل ہے۔ انہوں نے ہمارے نوجوانوں کو قتل کر دیا ہے۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے چلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ وعدہ کیا کہ وہ انہیں اس وقت لیکر چلیں گے۔ جب چاند طلوع ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ چاند کے طلوع کو مؤخر کر دے تا کہ لوگ کام کاج سے فارغ ہو جائیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کہ چلے تو فرعون نے لوگوں میں یہ اعلان کرایا یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے روانہ ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے چھ لاکھ افراد تھے۔ وہ بیس سال سے کم اور چالیس سال سے زیادہ افراد کو شمار نہ کرتے۔ فرعون نے کہا یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ فرعون ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کے ساتھ آٹھ لاکھ کا لشکر تھا جو سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ دوسرے رنگوں کے گھوڑے اس سے الگ تھے۔ حضرت جبرائیل نمایاں گھوڑے پر سوار تھے جو ان کے سامنے جا رہا تھا۔ حضرت جبرائیل امین کہتے: وہ قوم (بنی اسرئیل) راستے سے زیادہ آگاہ نہیں۔ فرعون سیاہ رنگ کے نر گھوڑے پر سوار تھا جبکہ جبرائیل مادہ گھوڑے پر سوار تھے۔ فرعون کا گھوڑا اس کے پیچھے ہو گیا جبکہ حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پیچھے تھے۔ وہ کہتے تھے ساتھیوں سے ملے یہاں تک آخری بھی سمندر میں داخل ہو گیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

فرعونیوں میں سے پہلے نے ارادہ کیا کہ وہ سمندر سے باہر نکلے تو سمندر ان پر مل گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کو مصر سے لے جائیں تو یہ خبر فرعون کو ملی تو فرعون نے کہا ان لوگوں کو مہلت دو یہاں تک کہ مرغ بانگ دے۔ وہ اس کے پاس آئے اس رات مرغ نے بانگ ہی نہ دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے۔ فرعون نے صبح کی۔ جب صبح ہوئی تو فرعون نے بکری لانے کا حکم دیا اسے لایا گیا۔ اب اس نے حکم دیا کہ اسے ذبح کیا جائے۔ اس نے کہا اس کا چمڑا اتارنے تک میرے پاس پانچ لاکھ سوار جمع ہو جائیں۔ وہ جمع ہو گئے۔ فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر تک پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہاں سمندر میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کے مقدمۃ الجیش جنہیں اس نے بنی اسرائیل کے پیچھے بھیجا تھا ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ وہ سب سیاہ رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کے گھوڑے کی نشانی یہ تھی کہ اس کی کنپٹیوں میں سفید پٹی تھی اور اس کا گھڑسوار دستہ ایک لاکھ گھوڑوں پر مشتمل تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آل یعقوب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے تو ان کی تعداد چھیاسی تھی۔ اس میں ان کے مرد اور عورتیں تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس روز انہیں لے کر چلے تو ان کی تعداد چھ لاکھ سے زائد تھی۔ فرعون ان کی تلاش میں ایسے گھوڑے پر نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ دوسرے رنگوں کے گھوڑوں کے علاوہ اس کے پاس آٹھ لاکھ سیاہ گھوڑے تھے جبکہ شمال کی جانب سے ہوا چلی، حضرت جبرائیل امین ایک خاکستری گھوڑے پر سوار تھے جبکہ حضرت میکائیل انہیں پیچھے سے دھکیل رہے تھے۔ جو بھی لشکر سے الگ ہوتا آپ اسے لشکر میں شامل کرتے۔ قوم نے کہا: یارسول اللہ! ہم فرعون سے ذلت و رسوائی اٹھایا کرتے تھے۔ اگر ہم نے ایسا کیا جو ہم نے کیا تو پناہ گاہ کہاں ملے گی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: سمندر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حٰذِرُوْنَ کا معنی قوی اور مضبوط ہیں۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے بھی کہا کہ حٰذِرُوْنَ کا معنی قوی اور مضبوط ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید نے اسود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسی آیت کو پڑھا اور کہا دشمن کو بھگانے والے اور مستعد ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بہت زیادہ اسلحہ والے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمرو بن دینار سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عبید نے اسے وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 91

marfat.com
Marfat.com

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم خفیہ تدبیر کرنے والے اور اسلحہ اور گھوڑوں میں قوی ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم خفیہ تدبیر کرنے والے، اسلحہ اور عزت میں قوی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَ اِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ پڑھتے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے ''وقف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کی کہ مجھے بتائیے حاذرون کیا ہے۔ فرمایا مکمل اسلحہ والے۔ نجاشی نے اس بارے میں کہا:

لَعَمْرُ اَبِیْ اَتَانِیْ حَیْثُ اَمْسٰی لَقَدْ تَاذَّتْ بِهٖ اَبْنَاءُ بَكْرٍ

خَفِیْفَةٌ فِیْ كِتَابٍ حَاذِرَاتٌ یَقُوْدُهُمْ اَبُوْ شِبْلٍ هِزَبْرٌ

''میرے باپ کی قسم! وہ میرے پاس آیا جب شام ہو چکی تھی، اس کی وجہ سے بکر کے بیٹے اذیت میں مبتلا ہوئے، مکمل اسلحہ جمع کرنے میں ہلکے پھلکے ہیں، ان کی قیادت ابو شبل ہزبر کر رہا ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے فَاَخۡرَجۡنٰهُمۡ مِّنۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوۡزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِیۡمٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ دنیا میں جن نعمتوں میں تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان سے نکالا اور بنو اسرائیل کو ان کا مالک بنا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَقَامٍ كَرِیۡمٍ کا معنی منبر نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَتۡبَعُوۡهُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جب سورج طلوع ہوا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم تو پکڑے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اپنے رب کی شانوں کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے۔ کہا قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فَاَتۡبَعُوۡهُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ میں فاتبعوا کو مہموز اور الف قطعی کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَتۡبَعُوۡهُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی رات کو نکلے تو رات کو چاند گرہن ہو گیا۔ زمین پر تاریکی چھا گئی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا حضرت یوسف ہمیں کہا کرتے تھے ہم فرعون سے نجات پائیں گے۔ آپ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم آپ کی ہڈیاں نکال کر ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس رات آپ کی قبر کے بارے میں پوچھنے لگے۔ آپ نے ایک بوڑھی عورت پائی۔ اس بوڑھی عورت سے حضرت یوسف کی قبر کے بارے میں پوچھا۔ اس بوڑھی عورت نے ایک شرط کے ساتھ ہڈیاں نکال دیں۔ اس کی شرط یہ تھی کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا مجھے اٹھاؤ اور اپنے ساتھ لے جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں بڑی چادر میں رکھیں۔ پھر اس بوڑھی عورت کو اس چادر پر اٹھایا اور اپنی گردن پر رکھ لیا۔ فرعون کا گھوڑا ایک جماعت میں تھا۔ ان کی لگامیں ان کی نظر میں سبز تھیں۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں سے غافل ہی رہا یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل گئے۔

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن عبداللہ قسری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی قوم میں سے ایمان لانے والا قوم کا امام تھا۔ اس نے عرض کی! اے اللہ کے نبی! تجھے کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا تیرے سامنے۔ اس نے عرض کی کہ میرے سامنے تو صرف سمندر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میرے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے۔ پھر تھوڑی دیر چلا اور اسی کی مثل بات کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے والی بات کی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بارے میں قوم کی نسبت زیادہ جانتے تھے کَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔

فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿۶۳﴾ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۷﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶۸﴾

”سو ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ ضرب لگاؤ اپنے عصا سے سمندر کو۔ تو سمندر پھٹ گیا اور ہو گیا پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند۔ اور ہم نے قریب کر دیا وہاں دوسرے فریق کو اور ہم نے بچا لیا (ان تند موجوں سے) موسیٰ اور اس کے سب ہمراہیوں کو۔ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے فریق کو۔ اس واقعہ میں (بڑی واضح) نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔ اور بیشک (اے حبیب!) آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔“

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ کا یہ معنی بیان کیا ہے: وہ فرعون کی قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قریب کیا یہاں تک کہ انہیں سمندر میں غرق کر دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت کہے جب سمندر پھٹ گیا تھا؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَیْكَ الْمُتَّكَلُ وَلَكَ الْمُسْتَعَانُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ حضرت ابن مسعود نے کہا جب سے میں نے یہ کلمات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں میں نے انہیں نہیں چھوڑا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 96

marfat.com
Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام جب سمندر تک پہنچے تو عرض کی: یَا مَنْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَالْمُکَوِّنُ لِکُلِّ شَیْءٍ وَالْکَائِنُ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ اِجْعَلْ لَنَا مَخْرَجاً۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر پر سکون تھا۔ وہ حرکت نہیں کرتا تھا۔ جب اس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے ضرب لگائی۔ اس میں اتار چڑھاؤ آ گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر سمندر تک پہنچے تو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: جو آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا وہ کہاں ہے؟ یہ سمندر ہمارے سامنے ہے۔ فرعون اور اس کا لشکر ہمارے پیچھے سے ہم پر رات کیے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر سے کہا! اے ابو خالد! پھٹ جا۔ سمندر نے کہا: اے موسیٰ! میں تم سے پہلے پیدا کیا گیا ہوں اور تم سے مضبوط ہوں تو اسی وقت ندا دی گئی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ۔

امام ابو العباس محمد بن اسحاق سراج رحمہ اللہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور ابن عبد البر نے ''تمہید'' میں یوسف بن مہران کے واسطہ سے حضرت ابن عباس نے روایت نقل کی ہے کہ روم کے بادشاہ نے حضرت معاویہ کی طرف خط لکھا جس میں یہ پوچھا کہ بہترین کلام کون سی ہے؟ پھر دوسری، تیسری، چوتھی درجہ والی کلام کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز مخلوق کون سی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز بندی کون سی ہے؟ مخلوقات میں وہ چار چیزیں جو رحم میں نہیں سوئیں۔ وہ قبر جو اپنے ساتھی کو لے کر چلی، مجرہ، قوس اور اس جگہ کے بارے میں پوچھا جس سے سورج طلوع ہوا نہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا اور نہ اس کے بعد۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ خط پڑھا تو کہا اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ یہاں کیا ہے؟ ان سے عرض کی گئی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھو اور ان سے دریافت کرو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ سوال پوچھنے کے لیے خط لکھا۔ حضرت ابن عباس نے انہیں یہ جوابات لکھے۔ سب سے افضل کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ یہ کلمہ اخلاص ہے اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اس کے بعد سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب کلام ہے۔ اس کے بعد الحمد للہ ہے۔ یہ کلمہ شکر ہے اس کے بعد اللہ اکبر ہے۔ یہ نماز، رکوع اور سجود کو شروع کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز مخلوق حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندیوں میں سے سب سے معزز حضرت مریم ہیں وہ چار افراد جو رحم میں نہیں سوئے (۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت حواء (۳) وہ مینڈھا جو حضرت اسماعیل کی جگہ فدیہ دیا گیا (۴) حضرت موسیٰ کا عصا جسے آپ نے پھینکا تو وہ سانپ بن گیا۔ وہ قبر جو صاحب قبر کو لے کر چلتی رہی وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا۔ ''مجرہ'' سے مراد آسمان کا دروازہ ہے۔ ''قوس'' یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غرق ہونے کے بعد اہل زمین کے لیے امان ہے۔ وہ مکان جس میں سورج طلوع ہوا جہاں سے نہ اس سے پہلے طلوع ہوا تھا اور نہ اس کے بعد وہ وہ مکان ہے جہاں سے بنی اسرائیل کے لیے سمندر پھٹ گیا تھا۔

marfat.com

Marfat.com

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خط سنایا گیا تو آپ نے اسے روم کے بادشاہ کی طرف بھیج دیا۔ روم کے بادشاہ نے کہا مجھے علم تھا کہ معاویہ کو ان باتوں کا علم نہیں تھا۔ نبوت کے خاندان کا فرد ہی ان کا صحیح جواب دے سکتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس آئے۔ ان پر اون کا جبہ تھا۔ ان کے ساتھ عصا بھی تھا۔ فرعون ہنسا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ فرعون کی طرف چل پڑا، گویا وہ بختی اونٹ ہے جس میں نیزے جیسی چیزیں جھوم رہی ہیں۔ فرعون پیچھے ہٹنے لگا جبکہ وہ اپنی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ فرعون نے کہا اسے پکڑلو، میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ وہ عصا پہلے کی طرح ہو گیا اور فرعون کافر بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کہ وہ سمندر کی طرف چلیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ افراد کے ساتھ چلے۔ جب سمندر تک پہنچے تو سمندر کو حکم دیا گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے عصا ماریں تو وہ پھٹ جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر قبیلہ کے لیے ایک راستہ تھا۔ ان کے لیے سمندر میں روشن دان بنا دیے گئے۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے جاتے تھے۔

فرعون آٹھ لاکھ لشکر کے ہمراہ آیا یہاں تک کہ سمندر تک آ پہنچا۔ جب اس نے سمندر کو دیکھا تو سمندر نے اسے خوفزدہ کر دیا جبکہ فرعون گھوڑے پر سوار تھا۔ ایک فرشتہ اس کے سامنے آ گیا جبکہ وہ ایک گھوڑی پر سوار تھا۔ فرعون اپنے گھوڑے پر قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ اسے سمندر میں ڈال دیا۔ بنی اسرائیل کا آخری آدمی سمندر سے نکل گیا اور فرعون کے ساتھی سمندر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ وہ سب سمندر میں پہنچ گئے۔ تو سمندر ان پر مل گیا۔ فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ غرق ہو گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے کر نکل چلو، تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر رات کو نکل گئے۔ فرعون نے دس لاکھ گھوڑوں کے ساتھ بنی اسرائیل کا پیچھا کیا جبکہ گھوڑیاں اس کے علاوہ تھیں۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ جب فرعون نے بنی اسرائیل کو دیکھا تو کہا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (شعراء) حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر تک جا پہنچے انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ فرعون کے گھوڑوں کے غبار میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی: اے موسیٰ! آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہمیں اذیت دی گئی۔ یہ سمندر ہمارے سامنے ہے اور یہ فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہم پر چھایا جا رہا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جس کا ذکر سورۂ اعراف میں ہے عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر میں مارو اور سمندر کو حکم دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حکم غور سے سن اور جب وہ تجھے مارے تو اس کی اطاعت کر سمندر سمٹ گیا اور اس پر کپکپی طاری تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی کس جانب میں مارا جائے گا۔

حضرت یوشع نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے

marfat.com
Marfat.com

حکم دیا گیا ہے کہ میں سمندر میں ماروں۔ حضرت یوشع نے عرض کی: پھر اسے مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر عصا سے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا۔ تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر راستہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ ہر قبیلہ کے لیے ایک راستہ تھا جس راستے پر وہ چلے جا رہے تھے۔ جب وہ راستہ چلے تو بعض نے بعض سے کہا کیا وجہ ہے ہم اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھتے؟ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: ہم اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: چلتے جاؤ بیشک وہ تمہاری طرح راستے پر گامزن ہیں۔ لوگوں نے کہا: ہم اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم انہیں نہ دیکھ لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ! ان کی بری عادتوں کے خلاف میری مدد کر۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنے عصا کے ساتھ یہ کہو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو اس حال میں کہ اسے سمندر پر گھما رہے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کے ساتھ دیواروں پر کیا۔ اس طرح ان دیواروں میں سوراخ بن گئے جن سے وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر سے باہر نکل گئے۔

جب بنی اسرائیل کا آخری آدمی بھی سمندر سے نکل گیا تو فرعون اور اس کے ساتھی سمندر پر پہنچ گئے۔ فرعون سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ جب فرعون سمندر پر پہنچا تو گھوڑا سمندر میں داخل ہونے سے ڈر گیا۔ تو حضرت جبرائیل امین گھوڑی پر سوار ہو کر اس کے سامنے آئے۔ جب گھوڑے نے اسے دیکھا تو اس گھوڑی کے پیچھے داخل ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (الدخان: 24) یعنی سمندر کو اپنے حال پر سکون سے رہنے دو۔ فرعون اور اس کی قوم سمندر میں داخل ہو گئی۔ جب فرعون کی قوم کا آخری آدمی داخل ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آخری آدمی سمندر سے گزر گیا تو سمندر فرعون اور اس کی قوم پر مل گیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر چل دیے تو خبر فرعون کو پہنچی۔ اس نے بکری لانے کا حکم دیا۔ اسے ذبح کیا گیا۔ پھر اس نے کہا اس کے چمڑا اتارنے سے قبل میرے پاس قبطیوں میں سے سات لاکھ افراد جمع ہو جانے چاہئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے یہاں تک کہ سمندر تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر سے فرمایا: الگ الگ ہو جا۔ سمندر نے آپ سے عرض کی: اے موسیٰ! آپ نے تو مجھ سے بہت زیادہ چیز کا مطالبہ کیا ہے۔ کیا میں بنی آدم میں سے کسی کے لیے الگ ہوا ہوں؟ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گھوڑے پر ایک آدمی سوار تھا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ان کے بارے میں آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اسی سمت کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گھوڑا سمندر میں داخل ہو گیا اور آپ کو لے کر تیرنے لگا۔ پھر وہ سمندر سے نکلا۔ عرض کی: اے اللہ کے نبی! کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اسی سمت کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیطرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا۔ تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر ایک قبیلہ کا ایک راستہ تھا۔ وہ ایک

marfat.com
Marfat.com

دوسرے کو دیکھتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی سمندر سے نکل گئے اور فرعون کے سب ساتھی اس میں داخل ہو گئے تو سمندر ان پر مل گیا تو اس نے ان سب کو غرق کر دیا۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو لے جانے کا ارادہ کیا تو راستہ بھول گئے تو آپ نے بنی اسرائیل سے کہا یہ کیا ہے؟ بنی اسرائیل کے علماء نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی موت کا جب وقت قریب آیا تو آپ نے ہم سے ایک پختہ وعدہ لیا تھا کہ ہم مصر سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ہم آپ کا تابوت بھی ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کون جانتا ہے کہ ان کی قبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا ایک بڑھیا کے سوا ہم میں سے کوئی بھی آپ کی قبر کو نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بڑھیا کی طرف پیغام بھیجا اور کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر ہماری راہنمائی کرو۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک تم میری شرط پوری نہ کرو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تیری کیا شرط ہے؟ اس بڑھیا نے کہا میں جنت میں تیرے ساتھ ہوں گویا یہ شرط حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ناگوار گزری۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی: اس کی بات مان لیں، وہ عورت انہیں پانی کے تالاب کی طرف لے گئی جبکہ پانی سے آواز آ رہی تھی۔ عورت نے لوگوں سے کہا اس سے پانی نکالو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا یہاں سے کھودو۔ لوگوں نے زمین کو کھودا تو اس میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کو نکالا۔ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت اٹھایا تو راستہ دن کی طرح روشن ہو گیا۔

امام ابن عبدالحکیم رحمہ اللہ نے ''فتوح مصر میں'' حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے تو ایک بادل چھا گیا جو بنی اسرائیل اور راستے کے درمیان حائل ہو گیا کہ وہ اس راستہ کو دیکھیں۔ حضرت موسیٰ سے کہا گیا آپ اس وقت تک اسے عبور نہ کر سکیں گے جب تک آپ کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نہ ہوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ کہاں ہیں؟ تو لوگوں نے کہا اس کی بیٹی ایک بوڑھی عورت ہے جس کی نظر جاتی رہی ہے۔ ہم اسے گھروں میں ہی چھوڑ آئے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئے۔ جب اس عورت نے آواز سنی پوچھا موسیٰ ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا موسیٰ ہوں۔ عورت نے کہا کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں اٹھا کر لے جاؤں۔ عورت نے کہا تم اس وقت تک وہ عبور نہیں کر سکتے جب تک میں تمہارے ساتھ نہ ہوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں پر میری راہنمائی کرو (1)۔ اس عورت نے کہا میں اس وقت تک ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں جب تک آپ مجھے وہ نہ دیں گے جو میں آپ سے سوال کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرے لیے وہی کچھ ہے جو مانگے۔ بوڑھی عورت نے کہا میرا ہاتھ پکڑو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس

1۔ یہ روایات اسرائیلیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت مفسر نے اپنی علمی وجاہت کے باوجود انہیں ذکر کیا جب کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس امر کو حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے، اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے (ابن ماجہ) مترجم۔

marfat.com
Marfat.com

کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ عورت ایک ستون تک پہنچی جو نیل کے کنارے پر تھا۔ اس ستون کی بنیاد میں لوہے کا ایک صندوق تھا جس میں میخیں لگائی گئی تھیں اور اس میں زنجیر بھی تھی۔ عورت نے کہا ہم نے اسے اس طرف دفن کیا تھا تو یہ جانب سرسبز و شاداب ہوگئی اور دوسری جانب خشک ہوگئی۔ جب ہم نے یہ دیکھا تو ہم نے اس کی ہڈیوں کو جمع کیا تو انہیں لوہے کے صندوق میں رکھا اور نیل کے وسط میں پھینکا تو نیل کے دونوں جانبیں سرسبز و شاداب ہوگئیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صندوق اپنی گردن پر رکھا اور اس بوڑھی عورت کا ہاتھ پکڑا اور اسے لشکر تک لے آئے اور اس سے کہا جو چاہو سوال کرو۔ تو اس عورت نے یہ سوال کیا کہ جنت میں، میں اور تو ایک ہی درجہ میں ہوں، میری نظر اور جوانی واپس لوٹا دی جائے یہاں تک کہ میں ایسی جوان ہو جاؤں جیسی میں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرے لیے وہ کچھ ہے جو تو نے سوال کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے وصیت کی اگر میرے بعد نبی آئے اسے کہنا اس بستی سے میری ہڈیاں نکال لی جائیں۔ فرعون کے ساتھ جھگڑے کے موقع پر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ ہوا۔ آپ اس بستی کے پاس سے گزرے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر تھی۔ آپ نے لوگوں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق پوچھا تو کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اس بارے میں بتاتا۔ آپ سے عرض کی گئی: یہاں ایک بوڑھی عورت ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کی رہ گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے، اس کو فرمایا: کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر میری راہنمائی کرے گی؟ عورت نے کہا میں ایسا نہیں کروں گی یہاں تک کہ تو میری شرطیں پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اس کی شرطیں پوری کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عورت سے فرمایا: تم کیا ارادہ رکھتی ہو۔ عورت نے کہا: جنت میں تیری بیوی بننا چاہتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے قبول کیا تو عورت نے قبر کے بارے میں بتا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر کھودی پھر اپنی چادر بچھائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کو نکالا اور اپنے کپڑے کے درمیان رکھا۔ پھر ہڈیوں کو کپڑے میں لپیٹا اور اپنے دائیں کندھے پر اٹھا لیا۔ وہ فرشتہ جو دائیں جانب تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بوجھ دائیں کندھے پر اٹھایا جاتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ بائیں کندھے پر ہوتا ہے۔ میں نے ایسا حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم کے لیے کیا ہے۔

امام ابن عبد الحکیم کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت وعدہ لیا تھا کہ وہ مصر سے میری ہڈیاں ساتھ لیتے جائیں۔ قوم نے تیاری کی اور نکلے مگر راستہ بھول گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا یہ تمہارا راستہ بھٹک جانا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کی وجہ سے ہے وہ کون ہے جو ان کے متعلق میری راہنمائی کرے۔ تو ایک بڑھیا نے کہا کہ جسے شارح بنت آی بن یعقوب کہتے تھے۔ میں نے اپنے چچا یوسف کو دیکھا جب انہیں دفن کیا گیا تھا۔ اگر میں اس کے متعلق

marfat.com
Marfat.com

تمہاری راہنمائی کروں تو تم مجھے کیا دو گے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا جو تو کہے۔ اس بوڑھی عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہنمائی کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں لیں۔ پھر فرمایا: اب کہہ۔ اس بوڑھی عورت نے کہا جنت میں جہاں تو ہو میں بھی تیرے ساتھ رہوں۔

امام عبدالحکیم رحمہ اللہ نے کلبی کی سند سے ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے چلو۔ بنو اسرائیل نے فرعون کی قوم سے زیورات اور کپڑے لیے کہ ہماری عید ہے، ہم اس عید کے لیے باہر جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت انہیں لے کر نکلے جبکہ ان کی تعداد چھ لاکھ تین ہزار سے کچھ اوپر تھی۔ اس کے متعلق فرعون نے کہا تھا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ فرعون نکلا۔ اس کا مقدمۃ الجیش پانچ لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ دونوں جانب اور درمیان والا لشکر الگ تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر تک پہنچے تو حضرت یوشع بن نون اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے اور پانی پر چلے۔ دوسرے بھی اپنے گھوڑوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور پانی میں کود گئے۔ سورج کے طلوع ہونے کے بعد فرعون ان کی تلاش میں نکلا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور التجا کی تو ایک کہر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان چھا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا: اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو سمندر پھٹ گیا گویا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ اس میں بارہ راستے بن گئے۔ انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ گھوڑے کیچڑ میں دھنس جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دعا کی۔ ان پر ہوا چلی تو اس نے راستے خشک کر دیے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں ڈر ہے کہ ہم میں سے بعض غرق ہو جائیں گے اور ہمیں شعور بھی نہ ہو گا۔ آپ نے اپنے عصا سے پانی میں نقب لگائی تو ان کے درمیان روشن دان بن گئے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پھر بنی اسرائیل سمندر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ سمندر کو عبور کر لیا۔ فرعون آیا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچا جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو عبور کیا تھا جبکہ راستے اسی طرح موجود تھے۔ راستہ بتانے والے نے فرعون سے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر جادو کر دیا ہے یہاں تک کہ سمندر بھی ایسا ہو گیا ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہی ہے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (الدخان: 24) یہاں سے چلو تاکہ ہم انہیں جا ملیں جبکہ سمندر میں تین دن کی مسافت تھی۔

اس روز فرعون گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت جبرائیل تینتیس فرشتوں کے ساتھ گھوڑی پر آئے اور لوگوں میں پھیل گئے۔ حضرت جبرائیل امین آگے بڑھے اور فرعون کے سامنے چلے۔ فرعون ان کے پیچھے پیچھے چلا فرشتے لوگوں میں چلائے بادشاہ کو ملو یہاں تک کہ فرعونیوں کا آخری آدمی بھی داخل ہو گیا اور وہ غرق ہو گئے۔ جب سمندر ملا تو بنو اسرائیل نے سمندر کی آواز سنی پوچھا یہ کیا ہوا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فرعون اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ انہیں دیکھنے کے لیے واپس ہوئے تو سمندر نے فرعونیوں کو کنارے پر پھینک دیا۔

امام ابن عبدالحکیم اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرائیل امین لوگوں، بنی اسرائیل اور

marfat.com
Marfat.com

فرعون کے درمیان تھے۔ حضرت جبرائیل آمین کہتے آہستہ چلو تا کہ تمہارا آخری آدمی بھی تمہیں مل جائے۔ بنو اسرائیل نے کہا ہم نے اس سے بہتر ہانکنے والا نہیں دیکھا۔ آل فرعون نے کہا ہم نے اس جیسا لشکر کو ترتیب دینے والا نہیں دیکھا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل سمندر تک پہنچے تو آل فرعون کے مومن نے کہا: اے اللہ کے نبی! تمہیں کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ سمندر آپ کے سامنے ہے جبکہ پیچھے سے آل فرعون ہم تک پہنچ جا رہی ہے۔ آل فرعون کے مومن نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا تو سمندر کی موجوں نے اسے واپس کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے طور پر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کریں اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی اطاعت کرے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تجھے عصا مارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا۔ تو بنو اسرائیل سمندر میں داخل ہو گئے اور آل فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ جب بنو اسرائیل کا آخری آدمی نکلا اور آل فرعون کا آخری آدمی سمندر میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ نے ان پر سمندر کو جمع کر دیا۔

ابن منذر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے جس روز فرعون غرق ہوا تو جبرئیل امین اترے ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے (المتفق والمفترق) میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے اور بنی اسرائیل اور ان کی سرکشی پر تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ جب وہ سمندر پر پہنچے اور ان کا دشمن ان تک آپہنچا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی: دشمن ہمارے سر پر آپہنچا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا تھا؟ فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہاں پڑاؤ ڈالوں یا تو میرا رب مجھے فتح دے گا اور انہیں شکست دے گا یا میرے لیے سمندر پھاڑ دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر ضرب لگائی تو سمندر نے یوں آواز نکالی جس طرح ذبح کیے جانے والے جانور آواز نکالتے ہیں۔ پھر دوسری دفعہ مارا تو وہ پھٹ گیا اور کہا یہ تیرے رب کی طاقت ہے۔ انہوں نے سمندر کو پار کیا۔ گناہ میں بنی اسرائیل سے بڑھ کر کسی قوم کا نہیں سنا اور نہ ہی تیز توبہ کرنے والا کسی کو سنا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾

''اور آپ بیان فرمایئے ان کے سامنے ابراہیم کا قصہ۔ جب آپ نے اپنے باپ سے کہا اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تو پوجتے ہیں بتوں کو اور ہم انہی کی پوجا میں منہمک رہتے ہیں۔ آپ

marfat.com
Marfat.com

نے پوچھا (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا وہ سنتے ہیں تمہاری آواز جب تم انہیں پکارتے ہو۔ یا وہ تمہیں (کچھ) نفع پہنچا سکتے ہیں یا ضرر پہنچا سکتے ہیں؟ انہوں نے (لاجواب ہوکر) کہا بلکہ ہم نے تو پایا اپنے باپوں کو کہ وہ یونہی کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھ لیا ان (کی بے بسی) کو جن کی تم پرستش کیا کرتے ہو؟ تم اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد۔ پس وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے عٰكِفِيْنَ کا معنی عبادت کرنے والے نقل کیا ہے۔ کیا جب تم اپنے معبودوں کو بلاتے ہو تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؟۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَسْمَعُوْنَكُمْ کا معنی ہے کیا وہ تمہاری آواز سنتے ہیں؟۔

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾

''جس نے مجھے پیدا فرمایا پھر (ہر قدم پر) وہ میری راہنمائی کرتا ہے اور وہ جو مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے صحت بخشتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا پھر مجھے زندہ کرے گا اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بخش دے گا میرے لیے میری خطا کو روز جزاء کو۔ اے میرے رب! عطا فرما مجھے علم و عمل (میں کمال) اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ اور بنا دے میرے لیے سچی ناموری آئندہ آنے والوں میں اور بنا دے مجھے ان لوگوں سے جو نعمت والی جنت کے وارث ہیں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی بندے کے اوپر سب سے پہلی نعمت اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ اسے پیدا فرماتا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ خَطِیْٓـَٔتِیْ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ باتیں ہیں جن کا ان آیات میں ہے اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾ (الصافات) بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا (الانبیاء: 63) اور حضرت سارہ کے بارے میں یہ کہنا انها اختی یہ بات اس وقت کہی تھی جب فرعون نے حضرت سارہ کو چھیننے کا ارادہ کیا تھا۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صالحین کی یہ تفسیر نقل کی ہے جنتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمام ملتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر ایمان لاتی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''الذکر'' میں، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک آدمی فرض نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کے ارادہ سے باہر نکلتا ہے، جب باہر نکلتا ہے تو کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ تو اللہ تعالیٰ اسے صواب کی ہدایت دیتا ہے۔ ابن مردویہ کے الفاظ ہیں: اچھے اعمال کی ہدایت دیتا ہے اور جو کہتا ہے وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ اللہ تعالیٰ اسے جنت کا کھانا کھلاتا ہے اور جنت کا مشروب پلاتا ہے اور جو کہتا ہے اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ اللہ تعالیٰ اسے شفا دیتا ہے اور اس کی مرض کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے جو کہے وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ اللہ تعالیٰ اسے سعادت مندوں کی زندگی کے ساتھ زندہ رکھتا ہے اور شہداء کی موت عطا کرتا ہے جو کہتا ہے وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ اللہ تعالیٰ اس کی تمام خطائیں معاف کر دیتا ہے اگرچہ اس کی خطائیں سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں جو کہے رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ اللہ تعالیٰ اسے حکم عطا فرماتا ہے جو صالح گزر چکے ہیں اور جو صالح باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ان کے ساتھ ملا دیتا ہے جو کہے وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ تو سفید کاغذ میں لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں صادقین میں سے ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے صدق کی تصدیق دیتا ہے جو یہ دعا کرتا ہے وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل اور منازل بنا دیتا ہے حضرت حسن بصری یہ زائد کیا کرتے تھے: وَاغْفِرْ لِوَالِدَيَّ كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ابن جدعان مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، وہ یہ یہ کام کیا کرتا ہے، کیا اسے یہ کام نفع دیں گے؟ فرمایا نہیں کیونکہ اس نے کبھی بھی یہ نہیں کہا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾

''اور بخش دے میرے باپ کو وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے اور نہ شرمسار کرنا مجھے جس روز لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اس پر توبہ کے ذریعے احسان کرتا کہ تیری مغفرت کا مستحق بن جائے۔

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا: مومنوں میں ایک آدمی اپنے مشرک باپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا یہاں تک کہ آگ اس کے ٹکڑے کر چکی ہوگی۔ وہ مومن امید رکھے گا کہ وہ اپنے باپ کو جنت میں داخل کر دے گا۔ ایک ندا کرنے والا منادی کرے گا کہ جنت میں مشرک داخل نہیں ہوگا۔ وہ مومن عرض کرے گا: اے میرے رب! میرا باپ جبکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ وہ اسے لگاتار پکڑے رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس مشرک کو بجو کی بری صورت اور سخت بدبو میں تبدیل کر دے گا۔ جب مومن باپ کو اس حالت میں دیکھے گا تو اس سے برأت کا اظہار کر دے گا اور کہے گا تو میرا باپ نہیں ہم خیال کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارادہ کر رہے تھے مگر اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کا نام نہیں لیا تھا۔

امام بخاری اور امام نسائی رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو قیامت کے روز ملیں گے جبکہ آزر کے چہرے پر کالک اور غبار ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر سے کہیں گے: کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟ تو آزر کہے گا آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے تو نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تو قیامت کے روز مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ باپ کی رسوائی سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا: اے ابراہیم! تیرے قدموں کے نیچے کیا ہے؟ تو وہ آلودہ بجو ہوگا، اسے پاؤں سے پکڑا جائے گا اور جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے بنی کنانہ کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ فتح مکہ کے روز میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔(2)

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾

"مگر وہ شخص جو لے آیا اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم۔"

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا تھا: اس سے مراد وہ ہے جو شرک سے محفوظ ہو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جس کا دل شرک سے محفوظ ہے، جس میں حق کے متعلق کوئی شک نہ ہو۔(5)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1223 (3172)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 234، دار صادر بیروت
3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 323، مکتبۃ الخانجی مصر
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19 صفحہ 102
5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن سرین رحمہ اللہ کے پاس حجاج کا ذکر کیا تو ابن سرین نے فرمایا: جو کچھ تم حجاج کے بارے میں باتیں کرتے ہو مجھے اس کے علاوہ سے زیادہ ڈر ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے قلب سلیم کے ساتھ ملے تو وہ اپنے گناہوں کو اس سے بہتر پائے۔ پوچھا گیا قلب سلیم کیا ہے؟ فرمایا: اگر وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

''اور قریب کردی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے لیے اور ظاہر کردی جائے گی دوزخ بھٹکنے والوں کے لیے۔ اور کہا جائے گا انہیں کہ کہاں ہیں وہ جن کی تم پوجا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر؟ کیا وہ تمہاری (کچھ) مدد کر سکتے ہیں یا انتقام لے سکتے ہیں؟''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُزْلِفَتِ کا معنی ہے قریب کردی جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت تبیع بن امراۃ کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت قریب کی جائے گی پھر وہ مزین ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق خواہ مسلمان ہو، یہودی ہو یا نصرانی ہوا سے دیکھے گی مگر دو آدمی نہ دیکھیں گے۔ ایک وہ آدمی جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہوگا۔ دوسرا وہ آدمی جس نے کسی ذمی کو جان بوجھ کر قتل کیا ہوگا۔

فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَ هُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾

''پس اوندھے پھینک دیے جائیں گے اس میں وہ اور دوسرے گمراہ اور ابلیس کی ساری فوجیں۔ وہ کہیں گے اس حال میں کہ وہ دوزخ میں باہم جھگڑ رہے ہوں گے: خدا کی قسم! ہم کھلی گمراہی میں گرفتار تھے جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر بنائے ہوئے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا سے مراد ہے انہیں جہنم میں جمع کیا جائے گا۔ هُمْ وَ الْغَاوٗنَ یعنی عرب کے مشرکوں اور معبودان باطلہ کو۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں پھینکا جائے گا۔ (2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِیْهَا میں ھا ضمیر سے مراد آگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ هُمْ سے مراد معبودان باطلہ الْغَاوٗنَ سے مراد قریش کے مشرک اور جُنُوْدُ اِبْلِيْسَ سے مراد ابلیس کی اولاد ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغَاوٗنَ سے مراد شیاطین ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر سے روایت نقل کیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ قیامت کے روز صراط سے گزریں گے۔ صراط پھسلنے کی جگہ اور پاؤں کو لڑکھڑانے والی ہے۔ وہ چلنے والے کے ساتھ جھک جائے گا جبکہ جہنم ان میں سے پکڑے گی۔ جب جہنم کی ناپسندیدہ آواز نکلے گی تو وہ برف کی طرف کوئی چیز ٹپکائے گی۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ رحمٰن کی طرف سے ندا آئے گی: اے میرے بندو! دنیا میں تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ لوگ عرض کریں گے: اے میرے رب! تو جانتا ہے ہم تیری عبادت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسی آواز سے جواب دے گا جس کی مثل مخلوق نے کبھی آواز نہ سنی ہوگی: اے میرے بندو! مجھ پر لازم ہے کہ میں آج اپنے سوا تمہیں کسی کے سپرد نہ کروں۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ میں تم سے راضی ہوں۔ اسی وقت فرشتے شفاعت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس جگہ سے الگ ہو جائیں گے۔ جو لوگ نیچے جہنم میں ہوں گے وہ کہیں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ (الشعراء) اللہ تعالیٰ فرمائے گا فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ حضرت ابن عباس نے کہا ہمیشہ کے لیے اس میں جمع ہو جاؤ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت قیامت کے روز اٹھائی جائے گی۔ وہ کھڑے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی کرنے والا آئے گا۔ کہے گا ناحق خون بہانے والے الگ ہو جائیں۔ وہ الگ کر دیے جائیں گے۔ ان سے خون کا ایک سیلاب بہ پڑے گا۔ پھر انہیں ایک داعی کہے گا یہ خون ان کے جسموں میں واپس کر دو۔ وہ عرض کریں گے: ہم کیسے خون ان کے جسموں میں واپس کریں؟ وہ کہے گا انہیں جہنم کی طرف لے چلو۔ اسی اثناء میں کہ انہیں جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا کہ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا اور کہے گا: قوم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا کرتی تھی انہیں ایسی جگہ کھڑا کر دیا جائے گا جہاں سے وہ جہنم کی تپش کو پائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ پھر ان لوگوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایسا دن ہوگا جس میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تین مقامات پر (۱) میزان پر (۲) نور و ظلمت کے وقت (۳) صراط پر، اللہ تعالیٰ جسے چاہے محفوظ رکھے اور جسے چاہے پار لگا دے اور جسے چاہے آگ میں ڈال دے۔ عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ صراط کیا ہے؟ فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان راستہ ہے جو استرے جتنا تیز ہے جس پر لوگ گزریں گے جبکہ فرشتے دائیں بائیں صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ آنکڑوں سے انہیں اچک رہے ہوں گے۔ آنکڑے سعدانہ کے کانٹوں جیسے ہوں گے جبکہ وہ کہہ رہے ہوں گے بچا، بچا ان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

دل قائم نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا محفوظ رکھے گا اور جسے چاہے گا جہنم میں ڈال دے گا۔

وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾

''اور نہیں گمراہ کیا ہمیں مگر (ان نامی) مجرموں نے۔ تو (آج) نہیں ہے ہمارا کوئی سفارشی۔ اور نہ کوئی غمخوار دوست۔ پس اگر ہمارے اختیار میں ہوتا (دنیا میں) واپس جانا تو ہم اہل ایمان سے ہوتے۔ بیشک اس واقعہ میں (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور (اے حبیب!) بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہم نے ان کی اقتدا کی۔ پس ہم گمراہ ہو گئے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الْمُجْرِمُوْنَ سے مراد ابلیس اور حضرت آدم علیہ السلام کا قاتل بیٹا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ اہل سماء سے ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ ہی اہل زمین سے کوئی غمخوار دوست ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَمِیْمٍ کا معنی شفیق نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر ہمارے لیے دنیا میں واپس پلٹنا ہوتا تو ہم مومن ہوتے تو ہمارے لیے بھی شفاعت ہوتی جس طرح ان کے لیے شفاعت حلال ہوئی۔ واللہ اعلم۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِ۟الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 104، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ
تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ
﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾
فَاَنْجَیْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾

"جھٹلایا قوم نوح نے (اللہ کے) رسولوں کو۔ جب کہا انہیں ان کے بھائی نوح نے کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ پس تم ڈرو اللہ سے اور میری پیروی کرو۔ انہوں نے کہا کیا ہم (قوم کے رئیس) ایمان لائیں تجھ پر حالانکہ تمہاری پیروی صرف گھٹیا لوگ کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے کیا خبر کہ وہ کس نیت سے ایمان لائے ہیں۔ ان کا حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے۔ اگر تمہیں (حقیقت) کا شعور ہے۔ اور نہیں ہوں میں دور بھگانے ولا (غریب و مسکین) مومنوں کو۔ نہیں ہوں میں مگر (عذاب سے) صاف صاف ڈرانے والا۔ ان (مغروروں) نے کہا: اے نوح! اگر تم باز نہ آئے (تو یاد رکھو) تمہیں ضرور سنگسار کر دیا جائیگا۔ آپ نے عرض کی: میرے مالک! میری قوم نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس تو فیصلہ فرما دے میرے اور ان کے درمیان جو قطعی ہو اور (اپنے عذاب سے) نجات دے مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں اہل ایمان سے۔ پس ہم نے نجات دی انہیں اور جو آپ کے ہمراہ اس کشتی میں تھے جو کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ پھر ہم نے غرق کر دیا اس کے بعد پیچھے رہ جانے والوں کو۔ یقیناً اس واقعہ میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انؤمن کا معنی یہ نقل کیا ہے: کیا ہم آپ کی تصدیق کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی جولا ہے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی نچلے درجے اور کمینے لوگ نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی جولا ہے نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ان کے دلوں

marfat.com
Marfat.com

میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم پر پتھروں سے بارش کی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں ضرور گالیاں دی جائیں گی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: بھری ہوئی کشتی۔ کہا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عبید بن ابرص کا قول نہیں سنا:

شَحَنَّا اَرْضَهُمْ بِالْخَيْلِ حَتّٰى تَرَكْنَا هُمْ اَذَلَّ مِنَ الصِّرَاطِ

''ہم نے ان کی زمین کو گھوڑوں سے بھر دیا، یہاں تک کہ ہم نے انہیں راستہ سے بھی زیادہ ذلیل چھوڑا''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ الْمَشْحُونِ کیا ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں۔ فرمایا: بھری ہوئی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی بھری ہوئی نقل کیا ہے۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ کشتی جو سامان سے بھری ہوئی ہو۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے اس کا معنی سامان سے بھری ہوئی نقل کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اس کا معنی سامان سے بھری ہوئی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شعبی سے الْمَشْحُونِ کا معنی سامان سے لدی ہوئی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔(6)

امام عبد بن حمید نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔

كَذَّبَتْ عَادُ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾
اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 107، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ
اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَ اِذَا بَطَشْتُمْ
بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ
بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْۤ
اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ
لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحْنُ
بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾

''جھٹلایا عاد نے (اپنے) رسولوں کو۔ جب فرمایا انہیں ان کے بھائی ہود نے: کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس (خدمت) کا کوئی صلہ۔ میرا اجر تو اس پر ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ کیا تم تعمیر کرتے ہو ہر اونچے مقام پر ایک یادگار بے فائدہ۔ اور اپنی رہائش کے لیے بناتے ہو مضبوط محلات اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب تم کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑے ظالم و بے درد بن کر گرفت کرتے ہو۔ پس (اب تو) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور ڈرو اس ذات سے جس نے مدد کی تمہاری ان چیزوں سے جن کو تم جانتے۔ ہو (یعنی) اس نے مدد فرمائی تمہاری مویشیوں اور فرزندوں سے اور باغات اور چشموں سے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ آجائے۔ انہوں نے کہا: یکساں ہے ہمارے لیے خواہ آپ نصیحت کریں یا نہ ہوں آپ نصیحت کرنے والوں سے۔ نہیں ہے یہ (محلات کا شوق) مگر ہمارے اسلاف کا دستور (آپ فکر نہ کریں) ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ پس انہوں نے آپ کو جھٹلایا اس لیے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے رِیْعٍ کا معنی راستہ، اٰیَةً کا معنی علم اور تَعْبَثُوْنَ کا معنی دل لگی کرتے ہو نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رِیْعٍ کا معنی شرف نقل کیا ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 11-110، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 109

marfat.com
Marfat.com

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِرِیْعٍ کا معنی راستہ نقل کیا ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے ابوصخر سے بِرِیْعٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے: بڑے اور چھوٹے پہاڑوں کے درمیان راستہ کے سامنے والی جگہ۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِرِیْعٍ کا معنی دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستہ اٰیَۃً کا معنی عمارت اور مَصَانِعَ کا معنی حمام کے بروج نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے تَعْبَثُوْنَ کا معنی تم کھیلتے ہو نقل کیا ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَصَانِعَ کا معنی پانی لینے کی جگہ ہے(4)۔ بعض قراتوں میں ہے وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ کَاَنَّکُمْ خَالِدُوْنَ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ کا معنی یہ قول نقل کیا ہے: گویا تم نے ہمیشہ رہنا ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب تم پکڑو تو ڈنڈے اور تلوار سے پکڑو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَبَّارِیْنَ کا معنی طاقتور نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی نقل کیا ہے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کا معنی پہلے لوگوں کا دین نقل کیا ہے۔(6)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کا معنی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ذکر کیا ہے۔(7)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ وہ کہتے ہیں یہ ایسی چیز ہے جس میں انہوں نے آمیزش کر دی ہے، ایک قرأت میں وہ یوں کہتے اختلاق الاولین۔(8)

امام فریابی، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یہ ان کا جھوٹ ہے۔(9)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی جھوٹ کی آمیزش کرنا نقل کیا ہے۔(10)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کو خاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 110
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 11-110
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 111
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 112
6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 113
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 114
9۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 113
10۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 114

marfat.com
Marfat.com

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ کہتے اسی طرح پہلے لوگ پیدا کیے گئے۔ اسی طرح لوگ زندگی بسر کرتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی بسر کی ہے (1)۔ پھر وہ مرجاتے ہیں، نہ ان کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا۔ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ یعنی ہم بھی پہلے لوگوں جیسے ہیں ہم اسی طرح زندگی بسر کرتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی بسر کی پھر ہم مرجائیں گے، نہ ہمارا حساب ہوگا، نہ ہی ہم پر عذاب ہوگا اور نہ ہی دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَ لَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ لَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾

"جھٹلایا قوم ثمود نے رسولوں کو۔ جب کہا انہیں ان کے بھائی صالح نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے۔ میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی معاوضہ، میرا معاوضہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تمہیں رہنے دیا جائے گا اس (عیش و طرب) میں جس میں تم یہاں ہو امن سے۔ ان باغات میں اور چشموں میں اور (شاداب) کھیتوں میں اور کھجور کے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 464 (2122)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

درختوں میں جن کے شگوفے بڑے نرم ونازک ہیں۔ اور تراشتے رہو گے پہاڑوں میں گھر ماہر (سنگتراش) بنتے ہوئے، پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اتباع کرو۔ اور نہ پیروی کرو حد سے بڑھنے والوں کے حکم کی۔ جو فساد برپا کرتے رہتے ہیں زمین میں اور اصلاح (کی کوشش) نہیں کرتے۔ جواب ملا (اے صالح!) تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ نہیں ہو تم مگر ایک انسان ہماری مانند ورنہ لاؤ کوئی معجزہ اگر تم راست بازوں میں سے ہو۔ فرمایا: یہ ایک اونٹنی ہے۔ ایک دن اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک مقرر دن تمہاری باری ہے۔ اور نہ پہنچانا اسے کوئی اذیت ورنہ آلے گا تمہیں بڑے دن کا عذاب۔ ان (بدبختوں) نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پھر ہو گئے ندامت (وافسوس) کرنے والے۔ پس آلیا انہیں عذاب نے۔ بیشک اس واقعہ میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی عزیز رحیم ہے۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: اس کا بعض بعض سے ملا ہوتا ہے۔ عرض کی! کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیا تو نے امرؤالقیس کا شعر نہیں سنا:

دَارُ الْبَيْضَاءِ الْعَوَارِضِ طِفْلَةٌ هَضُوْمَةُ الْكَشْحَيْنِ ريا المعصم

''ایک بچی گھوم رہی ہے جس کے رخسار سفید ہیں اس کی ڈھاکیں ملی ہوئی ہیں اور بازو گوشت سے پر''۔ (1)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن ابی زیاد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے: تر کھجوریں اور ایک قول میں یہ معنی کیا ہے: وہ کھجور جس کی ایک جانب پک چکی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے کہا حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے لین کا معنی نرم کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ هَضِيْمٌ کا معنی گداز ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب پکی کھجور شاخوں میں جا پہنچتی ہے تو بڑی ہو جاتی ہے تو یہی ہضم ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ خشک ہو جاتی ہے۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ گابھا جب تو اسے چھوئے تو اس کے دانے گر پڑیں۔ (3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس میں گٹھلی نہ ہو۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ هَضِيْمٌ کا معنی تر نرم کھجور ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 115 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 116

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تَنْحِتُوْنَ کو حاء کے کسرہ اور فٰرِھِیْنَ کو الف کے ساتھ فارھین پڑھا کرتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی فخر سے چلنے والا نکل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصالح سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اسے تراشنے میں ماہر ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کا معنی فخر سے چلنے والے روایت کیا ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے فٰرِھِیْنَ کا معنی انتہائی حریص بیان کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی متکبر نقل کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے عبد اللہ بن شداد سے فٰرِھِیْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ تکبر کرتے ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے: تم اپنے کاموں پر خوش ہوتے ہو۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ کی تفسیر میں الْمُسْرِفِيْنَ کا معنی شرک کرنے والے اور الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی جادوگر کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی جن پر جادو کیا گیا ہو نقل کیا ہے۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی بوسیدہ نقل کیا ہے۔ پھر لبید بن ربیعہ کا یہ شعر پڑھا:

اِنْ تَسْاَلِيْنَا فِيْمَ نَحْنُ فَاِنَّنَا عَصَافِيْرُ مِنْ هٰذَا الْاَنَامِ الْمُسَحَّرِ

"اگر تو ہم سے سوال کرے کہ ہم کس حالت میں ہیں بیشک ہم بوسیدہ مخلوق کی چڑیاں ہیں"۔(8)

امام ابن انباری نے "الوقف والابتداء" میں ابوصالح اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے جنہیں دھوکہ دیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْمُسَحَّرِيْنَ میں حاء مشدد ہے اور المسحر سے مراد ایسی رعیت جن کا کوئی بادشاہ نہ ہو۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب "من عاش بعد الموت" میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 116 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 117
4۔ ایضاً | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 119 | 8۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔ پھر جب ان کا وصال ہوا تو ان کی قوم نے کفر اختیار کر لیا اور اسلام سے پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی طرف بھیجا۔ فرمایا: میں صالح ہوں۔ لوگوں نے کہا: حضرت صالح تو فوت ہو چکے ہیں۔ اگر تم صالح ہو تو کوئی نشانی لاؤ اللہ تعالیٰ نے اونٹنی بھیج دی۔ ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور کفر اختیار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ایک کپڑا بننے والے نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں جسے قدار بن سالف کہتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس روز اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ سارے کا سارا پانی پی جاتی اور جس روز لوگوں کی پانی کی باری ہوتی تو یہ ان کے لیے، ان کے چوپاؤں اور ان کی زمینوں کے لیے ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تو لوگ جتنا چاہتے اونٹنی انہیں دودھ دیتی۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا
تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَ مَاۤ
اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ
الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ
اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ
مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیْ وَ اَهْلِیْ
مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۷۱﴾
ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ
الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَ
اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۷۵﴾

"جھٹلایا قوم لوط نے اپنے رسولوں کو جب کہا ان سے ان کے بھائی لوط نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو۔ اور میں نہیں مانگتا تم سے

marfat.com
Marfat.com

اس (تبلیغ) پر کوئی معاوضہ۔ میرا معاوضہ تو اس کے ذمہ ہے جو رب العالمین ہے۔ کیا تم بدفعلی کے لیے جاتے ہو مردوں کے پاس ساری مخلوق سے اور چھوڑ دیتے ہو جو پیدا کی ہیں تمہارے لیے تمہارے رب نے تمہاری بیویاں۔ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔ وہ (غصہ سے) کہنے لگے (خاموش!) اے لوط! اگر تم اس سے باز نہ آئے تو تمہیں ضرور ملک بدر کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: (سن لو!) میں تمہارے اس (گندے) فعل سے بیزار ہوں۔ میرے مالک! نجات دے مجھے اور میرے اہل وعیال کو اس (کی شامت) سے جو وہ کرتے ہیں۔ سو ہم نے نجات دے دی اسے اور اس کے سب اہل کو سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ پھر ہم نے نام ونشان مٹا دیا دوسروں کا اور ہم نے برسائی ان پر (پتھروں کی) بارش۔ پس بڑی تباہ کن تھی وہ بارش جو برسی ان پر جنہیں ڈرایا گیا (اور وہ باز نہ آئے) بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بلاشبہ (اے محبوب!) آپ کا پروردگار ہی عزیز رحیم ہے۔''

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ارشاد باری تعالی وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے عورتوں کے سامنے سے خواہش کو پورا کرنا چھوڑ دیا ہے اور مردوں اور عورتوں کی پشت کی طرف خواہش پوری کرنے لگے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو تمہارے لیے مناسب تھا یعنی قبل اس کو چھوڑ دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے عورتوں کے سامنے سے لطف اندوز ہونے کو چھوڑا اور مردوں کی دبر سے لطف اندوز ہونے لگے۔

امام ابن منذر، ابن جریج رحمہما اللہ سے عٰدُوْنَ کا معنی حد سے تجاوز کرنے والے نقل کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں وَ وَاعَدْنَاهُ أَنْ نُّوَمِنَهُ أَجْمَعِيْنَ...... فِي الْغَابِرِيْنَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی جو عذاب میں لتھڑی گئی۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی: مجھے اللہ کے فرمان الْغٰبِرِيْنَ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: باقی رہنے والے۔ عرض کی: کیا عرب اسے جانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں کیا تم نے عبید بن ابرص کا شعر نہیں سنا:

ذَهَبُوْا وَخَلَّفَنِي الْمُخَلِّفُ فِيهِمْ فَكَأَنَّنِي فِي الْغَابِرِيْنَ غَرِيْبُ

''وہ چلے گئے اور پیچھے چھوڑنے والے نے مجھے ان میں چھوڑ دیا، گویا میں باقی رہنے والوں میں اجنبی تھا''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا
تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَ مَا
اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا
الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَ
لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾ وَ
اتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ
الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٨٥﴾ وَ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿١٨٦﴾
فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّيْٓ
اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾

''جھٹلایا اہل ایکہ نے بھی (اپنے) رسولوں کو۔ جب فرمایا انہیں شعیب (علیہ السلام) نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے۔ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی اجر۔ میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جو سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اور پورا کیا کرو ناپ اور نہ ہو جاؤ کم ناپنے والوں سے۔ اور وزن کیا کرو صحیح ترازو سے۔ اور نہ کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرا کرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے۔ اور ڈرو اس سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں اور (تم سے) پہلی مخلوق کو۔ انہوں نے (جھلا کر) کہا تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ اور نہیں ہو تم مگر ایک بشر ہماری مانند اور ہم تو تمہارے متعلق یہ خیال کر رہے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ (ہم تمہاری بات نہیں مانتے) لو اب گرادو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا اگر تم راست بازوں میں سے ہو۔ آپ نے فرمایا: میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔ سو انہوں نے جھٹلایا شعیب کو تو پکڑ لیا انہیں چھتری والے دن کے عذاب نے۔ بیشک یہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور یقیناً آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَئيْكَةِ نقل کیا ہے، کہا یا ایکہ ہی ہے۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اصحاب ایکہ سے مراد غیضہ ہیں جو ساحل سمندر سے مدین تک رہائش پذیر تھے۔ وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے۔ اصحاب ایکہ نے شرک کرنے کے ساتھ اصحاب مدین والا کام شروع کیا۔ حضرت شعیب نے انہیں فرمایا: میں تمہارے لیے رسول ہوں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر دنیا میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے، اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلے لوگوں کو پیدا کیا جو نافرمانیوں کے باعث ہلاک کر دیے گئے اور ان جیسے اعمال کر کے تم ہلاک نہ ہو۔ انہوں نے کہا تو بھی بوسیدہ ہونے والوں میں سے ہے۔ کِسَفًا کا معنی ٹکڑا ہے اور عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے ان پر باد سموم بھیجی۔ وہ سات دن تک ان پر چلتی رہی یہاں تک کہ گرم ہوا نے انہیں پکا دیا۔ ان کے گھر گرم ہو گئے۔ ان کے پانی کنوں اور چشموں میں جوش مارنے لگے۔ وہ اپنے گھروں اور محلوں سے بھاگتے ہوئے نکل پڑے جبکہ باد سموم ان کے ساتھ تھی۔ اوپر سے اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کو مسلط کر دیا۔ اس نے انہیں ڈھانپ لیا یہاں تک کہ ان کی کھوپڑیاں حرکت کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے نیچے سے سخت گرمی کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں کے گوشت گر گئے پھر ان کے لیے سایہ پیدا کیا گیا جو سیاہ بادل جیسا تھا۔ جب انہوں نے اس سایہ کو دیکھا تو اس سے سایہ حاصل کرنے کے لیے جلدی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب سب اس کے نیچے اکٹھے ہو گئے۔ وہ ان پر آ پڑا اور سب ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب اور اہل ایمان کو بچا لیا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی پہلی مخلوق نقل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی مخلوق نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ کا معنی آسمان کا ٹکڑا نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدین کو تین قسم کے عذاب دیے گئے۔ انہیں زلزلہ نے آلیا جبکہ وہ اپنے گھروں میں موجود تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں سے باہر نکل گئے۔ جب وہ گھروں سے باہر نکلے تو انہیں شدید خوف نے آلیا۔ وہ گھروں میں داخل ہونے سے ڈر گئے کہ کہیں وہ گھر ان پر گر ہی نہ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سایہ بھیج دیا۔ تو ایک آدمی اس سائے کے نیچے داخل ہو گیا۔ اس نے کہا میں نے آج جیسا پاکیزہ اور ٹھنڈا سایہ نہیں دیکھا۔ اے لوگو! آؤ۔ وہ سب سایہ کے نیچے داخل ہو گئے۔ تو اس نے ان میں چیخ ماری تو وہ سب آدمی مر گئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَصْحٰبُ لَئيْكَةِ کا معنی درخت والے کیا ہے، وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہیں اصحاب الرس سے مراد کنویں والے ہیں۔ یہ بھی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب ایکہ کی طرف بھیجا۔ ایکہ سے مراد جنگل ہے۔ تو اس قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور انہیں یوم الظلہ کے عذاب نے پکڑ لیا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے ان پر جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا تو ان پر ایسی گرمی چھا گئی جس کی وہ طاقت نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے پانی اور دوسری چیزوں سے ٹھنڈک حاصل کی جن پر قدرت رکھتے تھے۔ وہ اس حالت میں تھے کہ ان کے لیے ایک بادل اٹھایا گیا جس میں ٹھنڈی پاکیزہ ہوا تھی۔ جب انہوں نے اس کی ٹھنڈک کو پایا تو اس سایہ کی طرف چل پڑے۔ وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے اس سایہ کے پاس آئے۔ وہ پہلے جس چیز میں تھے سب اس سے نکل پڑے۔ جب وہ سارے کے سارے اس کے نیچے جمع ہو گئے تو عذاب نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ سے یہی مراد ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر سات دن اور رات گرمی کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ وہ گھر کے سایہ اور پانی کی ٹھنڈک سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ پھر کھلے میدان میں ان کے لیے ایک بادل بلند کیا گیا۔ تو انہوں نے اس سایہ کے نیچے آرام پایا تو وہ ایک دوسرے کو بلانے لگے یہاں تک کہ جب وہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کو بھڑکا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان پر رات کی گرمی اور سخت حرارت کو بھیجا اس نے ان کی سانسوں کو پکڑ لیا۔ وہ گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہو گئے تو یہ عذاب ان کے گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہو گیا۔ عذاب نے ان کی سانسوں کو گرفت میں لے لیا۔ وہ گھروں سے بھاگ کر کھلے میدان کی طرف نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کو بھیجا جس نے انہیں سورج کی تپش سے سایہ دیا۔ انہوں نے اس سایہ کی ٹھنڈک اور لذت پائی تو انہوں نے ایک دوسرے کو بلایا یہاں تک کہ جب وہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ گرا دی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر گرمی کو سات دن تک مسلط کیا۔ انہیں نہ کوئی سایہ دیتا اور نہ ہی انہیں کوئی چیز نفع دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل بھیجا تو وہ اس کے سایہ میں سکون چاہنے کے لیے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لیے عذاب بنا دیا جس نے انہیں جلا دیا۔ ان پر آگ بھیجی گئی۔ وہ بھڑک اٹھی جو انہیں کھا گئی۔ یہی عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں شدید گرمی نے آلیا یہاں تک کہ اس نے انہیں پریشان کر دیا تو وہ باہر نکل گئے۔ ان کے لیے بادل اٹھایا گیا۔ وہ اس کی طرف چل دیے۔ جب وہ اس کا سایہ لینے لگے تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ان پر عذاب بھیجا گیا تو ان میں سے کوئی بھی نہ بچا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام انہیں دراہم کاٹنے سے منع کرتے تھے۔ تو انہیں سایہ والے عذاب نے آلیا۔ جب جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے سایہ کو دور کر دیا اور سورج کو ان پر گرم کر دیا گیا۔ تو سب یوں جل گئے جیسے مکڑی دیگچی میں جل جاتی ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے مجاہد سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ عذاب کا سایہ ان پر آ گیا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: علماء میں سے جو تجھے یہ بتائے کہ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کیا ہے تو اس کو جھٹلا دے۔ (2)

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جو تمہیں یہ بتائے کہ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کیا ہے (3) فرمایا: انہیں شدید گرمی نے آلیا اور انہیں گھروں سے پریشانی کے عالم میں باہر نکال دیا تو ان کے لیے بادل تیار کیا گیا تو سارے لوگ اس بادل کے پاس آ گئے۔ اس میں چیخ ماری گئی۔ (4) واللہ اعلم۔

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَ لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَ مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 128
3۔ در منثور میں عبارت اسی طرح ہے تاہم انقطاع محسوس ہوتا ہے۔ (مترجم)
4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۲۱۳﴾

"اور بلا شبہ یہ کتاب رب العالمین کی اتاری ہوئی ہے۔ اترا ہے اسے لے کر روح الامین (یعنی جبرائیل علیہ السلام) آپ کے قلب (منیر) پر تاکہ بن جائیں آپ (لوگوں کو) ڈرانے والوں سے۔ یہ ایسی عربی زبان میں ہے جو بالکل واضح ہے اور اس کا (ذکر خیر) پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی ہے۔ کیا نہیں تھی ان (مشرکین مکہ) کے لیے آپ کی سچائی کی یہ دلیل کہ جانتے ہیں آپ کو بنی اسرائیل کے علماء اور اگر ہم اتارتے قرآن کو کسی غیر عربی زبان پر پھر وہ ان کو پڑھ کر سناتا تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں تھے یونہی ہم نے داخل کر دی ہے انکار کی عادت مجرموں کے دلوں میں۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس پر جب تک دیکھ نہ لیں دردناک عذاب کو۔ سو وہ آئے گا ان پر اچانک اور انہیں اس (کی آمد) کا احساس ہی نہ ہوگا۔ تب (بصد حسرت) کہیں گے کیا ہمیں مزید مہلت ملے گی؟ کیا وہ اب ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں؟ کیا تم نے کچھ غور کیا اگر ہم لطف اندوز ہونے دیں انہیں چند سال پھر (یہ عرصہ گزرنے کے بعد) آئے ان پر وہ عذاب جس سے انہیں ڈرایا جاتا تھا تو کیا نفع دیں انہیں (اس وقت) وہ (سازو سامان) جن سے وہ لطف اندوز ہوتے رہتے تھے۔ اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس کے لیے ڈرانے والے (بھیجے گئے) تھے یاد دہانی کے لیے اور ہم ظالم نہیں تھے اور نہیں اترے اس قرآن کو لے کر شیاطین اور نہ یہ ان کے لیے مناسب ہے اور نہ ہی وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ انہیں (شیطانوں کو) تو اس کے سننے سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ پس نہ پکارا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا کو ورنہ تو ہو جائے گا ان لوگوں میں سے جنہیں عذاب دیا گیا ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّهٗ میں ضمیر سے مراد قرآن ہے اور الروح الامین سے مراد جبرائیل امین ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ سے مراد جبرائیل امین ہیں میں نے موتیوں کے ان کے چھ سو پر دیکھے۔ جبرائیل امین نے انہیں پھیلایا تو وہ موروں کے پروں جیسے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے، میرا گمان ہے کہ انہوں نے حضرت سعد سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! بے شک روح الامین نے میرے دل میں پھونکا ہے کہ کوئی نفس ہرگز نہیں مرے گا یہاں تک کہ اپنا رزق پورا کر لے اگرچہ وہ اس کے پاس سستی سے پہنچے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

فرمایا: تمہیں جنت کے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی کوئی چیز نہیں سوائے ان چیزوں کے جن کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے اور تمہیں جہنم کے قریب کرنے والی اور جنت سے دور کرنے والی کوئی چیز نہیں مگر جن چیزوں سے میں نے تمہیں منع کیا ہے۔ روح الامین نے میرے دل میں پھونکا ہے کہ کوئی نفس نہیں مرتا یہاں تک کہ وہ اپنا رزق پورا کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اچھی طرح طلب کر رزق کے حصول میں دلیری تمہیں برانگیختہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی طاقت سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش کی زبان میں نازل کیا۔ اگر قرآن حکیم عربی زبان میں نہ ہوتا تو وہ اسے نہ سمجھ سکتے۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ سے مراد بنی جرہم کی زبان ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت عبداللہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مکہ میں سے قریش کی ایک جماعت کسی کام سے بنی قریظہ کے یہودیوں کے پاس آئی تو یہودیوں کو تورات پڑھتے دیکھا۔ تو قریشیوں نے کہا ہم اس سے کیا فائدہ پائیں گے جو تمہاری یہ تورات پڑھے گا؟ یہ لوگ تو ہم پر (حضرت) محمد اور اس کے اصحاب سے بھی سخت ہیں۔ یہودیوں نے کہا ہم ان سے بری ہیں وہ تو تورات اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کو جھٹلاتے ہیں۔ وہ تو صرف دنیاوی ساز و سامان کے طلب گار ہیں۔ قریشیوں نے کہا جب تم ان کو ملو تو انہیں خاموش کردو۔ منافقوں نے کہا اسے تو ان جیسا ایک انسان تعلیم دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ نازل فرمائیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا، آپ کی صفت، آپ کی نعت اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہلی کتابوں میں موجود ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک یہ ان کتابوں میں سے ہے جو پہلے رسولوں پر نازل کی گئیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی ''پہلوں کی کتابوں'' کیا ہے اور ''بنی اسرائیل'' سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے تھے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے اَوَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً یاء کے ساتھ قرأت کی ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

روایت نقل کی ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام اور دوسرے علماء ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے تھے اور وہ ان کے نیک لوگوں میں سے تھے۔ وہ قرآن حکیم پر ایمان لاتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ ارشاد فرمایا اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مبشر بن عبید القرشی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً سے مراد یہ ہے کہ کیا ان کے لیے قرآن نشانی نہیں۔

امام ابن سعد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے مراد پانچ علماء ہیں (1) اسد (2) اسید (3) ابن یامین (4) ثعلبہ (5) عبداللہ بن سلام۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی زبان پر نازل فرماتے تو عرب اس میں سب لوگوں سے بری حالت میں ہوتے وہ اسے نہ سمجھتے اور نہ یہ جانتے کہ یہ کیا ہے؟

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر اللہ تعالیٰ اسے عجمی زبان میں نازل فرماتا تو یہ لوگ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہوتے کیونکہ یہ تو عجمی زبان کو جانتے ہی نہیں تھے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے الْاَعْجَمِيْنَ کا معنی ایرانی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ میں "ہ" ضمیر سے مراد شرک لیا ہے یعنی ہم نے شرک کو مجرموں کے دلوں میں رکھ دیا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو جہضم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ پریشان ہیں تو صحابہ نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو جبکہ میں نے اپنے دشمن کو دیکھا کہ میرے بعد میری امت کی باگ ڈور میرے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۙ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۙ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ نازل فرمائیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُنْذِرُوْنَ کا معنی رسول ہیں۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے ساتھ کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس رسول، حجت اور بیان آ گیا اور مکمل طور پر حجت اللہ کی ہے "ذِكْرٰى" سے مراد ان کے لیے نصیحت ہے، عظمت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 130 2۔ ایضاً 3۔ طبقات، ابن سعد، جلد 2، صفحہ 353، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 132 5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 133 6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 135

marfat.com
Marfat.com

حجت اللہ کی ہے۔ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ظلم کریں مگر بینہ، حجت اور عذر کے بعد ہی ایسا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہم رسول بھیجیں اور کتابیں نازل کریں۔ قرآن حکیم شیطان نازل نہیں کر سکتے نہ ہی اس پر قادر ہیں اور نہ ہی اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ بیشک وہ آسمان سے کوئی چیز سننے سے روک دیے گئے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگوں نے گمان کیا شیطان اسے حضور ﷺ پر نازل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں باخبر کیا کہ شیطان اس پر قادر نہیں۔ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہیں مناسب بھی نہیں کہ وہ اس کے ساتھ اتریں جبکہ وہ اس امر سے روک دیے گئے ہیں۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

"اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔"

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے "شعب الایمان اور دلائل" میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے عام وخاص کو بلایا، فرمایا: اے قریش کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ میں (اپنے طور پر) تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اے بنی کعب بن لؤی! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے بنی قصی! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے بنی عبدالمطلب! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں، خبردار! تمہیں رشتہ داری حاصل ہے، میں اس کی تری کے ساتھ تری رکھوں گا۔(2)

امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اٹھے، فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ، اے صفیہ بنت عبدالمطلب اور اے بنی عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں، میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو۔(3)

امام مسدد، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، بغوی نے معجم میں، باوردی، طحاوی، ابوعوانہ، ابن قانع، طبرانی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ایک چوٹی پر تشریف لے گئے تو اس کے بلند پتھر پر چڑھے۔ پھر فرمایا: اے بنو عبد مناف! میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں، میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جو دشمن دیکھے، وہ گھر جانا چاہتا ہے تو اسے ڈر ہوتا ہے کہ دشمن اس کے گھر والوں تک اس سے پہلے پہنچ جائے گا۔ تو وہ چیخنا شروع کر دیتا ہے یا صباحاہ...... یا صباحاہ تم پر حملہ ہو گیا، تم پر حملہ ہو گیا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 135 (مفہوم)

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 316 (3185)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 480 (2310)

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب وانذر عشیرتک الاقربین، جلد 3، صفحہ 70 (353)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھیں اور آواز کو بلند کیا، فرمایا: اے بنی عبد مناف! یا صباحاہ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے۔ پھر آپ نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا، فرمایا: اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو عذاب سے بچاؤ، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا سوائے اس کے کہ تمہیں رشتہ داری حاصل ہے۔ میں اس کی تری کے ساتھ اسے تر رکھوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چھوٹے پہاڑ پر جلوہ افروز ہوئے، آواز دی: یا صباحاہ! لوگ جمع ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ڈرایا۔ پھر فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت زبیر بن عوام سے روایت نقل کی ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی تو جبل ابی قیس پر چڑھ کر یوں آواز دی: اے عبد مناف والو! میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں۔ قریش آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خبردار کیا اور ڈرایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کا ذکر کیا اور فرمایا: عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ سے مراد میری قوم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک قبیلہ کر کے دعوت دینا شروع کی۔

امام سعید بن منصور، امام بخاری، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں یعنی ان میں سے مخلص لوگوں کو ڈرائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے یہاں تک کہ صفا پر چڑھے تو بلند آواز سے ندا دی: یا صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون آواز دے رہا ہے؟ دوسرے لوگوں نے جواب دیا: محمد۔ تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ جب ایک آدمی خود نہ جا سکا تو اس نے اپنا آدمی بھیجا تاکہ دیکھے کہ کیا صورت حال ہے۔ ابولہب اور قریش کے لوگ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ وادی میں گھوڑ سوار دستہ ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ تم پر حملہ کرے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ بولے: ہاں کیونکہ ہمارا تجربہ آپ کے بارے میں سچ کا ہے۔ فرمایا: میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں، میرے سامنے عذاب ہے۔ ابولہب نے کہا: تمام دن تمہارے لیے ہلاکت ہے، کیا اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 317 (3186)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَاۤ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ (سورۂ لہب)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے صفا پہاڑی پر ایک ایک خاندان کو آواز دی۔ آپ انہیں اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے۔ اسی بارے میں مشرکوں نے کہا اس نے چیختے چلاتے ہوئے رات گزاری۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت سے پہلے اپنے گھر والوں کو جمع کیا، فرمایا: خبردار! میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ خبردار میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کسی چیز کا فائدہ نہ دے سکوں گا۔ خبردار! میرے لیے دوست متقین ہیں۔ خبردار! میں قیامت کے روز اسی حالت میں تم کو نہ جانوں کہ تم رشتہ داری پر دنیا اٹھائے ہوئے آؤ جبکہ لوگ آخرت لے کر آئیں۔ اے صفیہ بنت عبد المطلب! اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں دوں گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: اے بنی ہاشم، اے صفیہ جو رسول اللہ کی پھوپھی تھیں! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز کا نفع نہیں دوں گا۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ لوگ آخرت کو اٹھا کر لائیں اور تم دنیا کو اٹھا لاؤ۔ تم میرے پاس حوض پر آؤ گے جو دائیں بائیں سمت والا ہے۔ تم میں سے ایک آدمی کہے گا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں حسب کو پہچانوں گا اور وصف کا انکار کردوں گا۔ اس چیز سے بچو کہ تم میں سے کوئی ایک قیامت کے روز آئے تو وہ اپنی پشت پر سرکش گھوڑے اٹھائے ہوئے ہو یا ایسا اونٹ اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو یا ایسی بکری اٹھائے ہوئے ہو جو ممیا رہی ہو یا چمڑے کا ضمیمہ اٹھائے ہوئے ہو، تو وہ مجھ سے دور کردیے جائیں گے اور مجھے کہا جائے گا آپ انہیں جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا اپنے نفس کو پاکیزہ رکھو میرے بعد پچھلے پاؤں مڑ جانے (یعنی کفر و شرک کا ارتکاب کرنے) سے بچو۔ عکرمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ اس وقت فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل فرمائی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کو جمع کیا۔ مردوں کو دروازے پر بٹھایا، ان کی عورتوں اور اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور انہیں اپنے گھر کے اندر بٹھایا۔ پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، اپنی گردنوں کو آزاد کرانے میں کوشش کرو، اپنے آپ کو اللہ کی پکڑ سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ پھر آپ اپنے گھر والوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا: اے عائشہ بنت ابی بکر، اے حفصہ بنت عمر، اے ام سلمہ(2)، اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اے ام زبیر! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچاؤ اور اپنی گردنوں کو آزاد کرانے میں کوشش کرو

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 4، صفحہ 1787 (4492)، دار ابن کثیر دمشق

2۔ یہ تام محل نظر ہیں کیونکہ آیت مکی ہے، دوسری روایات میں اس بات کی تصریح ہے کہ خاندان کو ڈرانے والا معاملہ مکہ مکرمہ میں ہوا جب کہ یہ تینوں ازواج مطہرات مدینہ طیبہ میں حرم نبوی میں داخل ہوئیں۔ (مترجم)

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز سے بچا سکتا ہوں اور نہ نفع دے سکتا ہوں۔ حضرت عائشہ رونے لگیں اور عرض کی: کیا وہ ایسا دن ہوگا جس میں آپ ہمیں کچھ فائدہ نہ دیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ تین جگہوں میں، میں تمہیں کچھ فائدہ نہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (الانبیاء: 47) اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کچھ فائدہ نہ دوں گا اور نہ اس کی طرف سے کسی چیز کا مالک ہوں گا۔ نور کے وقت، اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اس کے نور کو مکمل کردے اور جس کے بارے میں چاہے اسے تاریکیوں میں گرا دے اس حال میں کہ اسے وہاں غم میں مبتلا رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں، میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور نہ ہی اس کے مقابلہ میں، میں تمہیں کچھ فائدہ پہنچاؤں گا۔ پل صراط سے گزرتے وقت اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں چاہے گا اسے محفوظ رکھے گا اور جس کے بارے میں چاہے گا اسے پل صراط سے گزار دے گا اور جس کے بارے میں چاہے گا آگ میں گرا دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم موازین کو جانتے ہیں، اس کے دو پلڑے ہوتے ہیں، اس کے بائیں پلڑے میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے تو ایک پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور دوسرا ہلکا ہو جاتا ہے، ہم نور اور ظلمت کو بھی جانتے ہیں، تو یہ صراط کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان ایک راستہ ہے جس کے اوپر سے لوگ گزریں گے، یہ تلوار کی دھار جیسا تیز ہوگا۔ جبکہ فرشتے دائیں بائیں جانب سے انہیں گھیرے ہوں گے۔ وہ آنکڑوں سے انہیں اچک رہے ہوں گے۔ وہ لوہے کے آنکڑے سعدانہ کے کانٹے جیسے ہوں گے۔ جبکہ وہ زبان سے کہہ رہے ہوں گے رب سلم رب سلم۔(1)

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے مجھے بلایا، فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلاؤں تو میرے دل میں تنگی محسوس ہوئی اور میں پہچان گیا کہ میں جب بھی اس کا آغاز کروں گا تو میں ان سے ایسا طرز عمل دیکھوں گا جو مجھے ناپسند ہوگا۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اس پر خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل امین حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے محمد! ﷺ جو آپ کو حکم دیا گیا اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کا رب آپ کو عذاب دے گا۔

اے علی! تو میرے لیے ایک صاع کھانا بنا۔ اس پر بکری کی ایک ٹانگ (بھون کر) رکھ اور ہمارے لیے دودھ کے ایک بڑے پیالے کا انتظام کر۔ پھر میرے لیے بنو عبد المطلب کو جمع کرتا کہ میں ان سے گفتگو کروں اور جو مجھے حکم دیا گیا ہے میں ان تک پہنچاؤں (حضرت علی نے کہا) رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو حکم دیا تھا میں نے ایسا کیا۔ پھر میں نے بنی عبد المطلب کو دعوت دی۔ اس روز ان کی تعداد چالیس (40) تھی، ایک زائد یا ایک کم۔ ان افراد میں آپ کے چچا ابوطالب، حضرت حمزہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہم اور ابولہب بھی تھے۔

جب وہ سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے مجھے وہ کھانا لانے کو کہا جو میں نے ان کے لیے بنایا تھا۔ تو میں وہ کھانا

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 197 (11246)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

لے آیا۔ جب میں نے وہ کھانا رکھا حضور ﷺ نے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا، اسے اپنے دانتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ پھر اسے کھانے کے برتن کے اطراف میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ لوگوں نے اسے کھایا یہاں تک کہ اسے اس وقت چھوڑا جب برتن میں ان کی انگلیوں کے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ اللہ کی قسم! ایک آدمی اتنا کھار ہا تھا جو سب کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی! ان لوگوں کو پلاؤ۔ تو میں وہ دودھ کا برتن لایا۔ انہوں نے اس برتن سے پیا یہاں تک کہ وہ سب سیراب ہو گئے۔ اللہ کی قسم! ان میں سے ہر ایک اسی طرح پیتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے گفتگو کا ارادہ کیا تو ابولہب نے گفتگو میں جلدی کی اور کہا: تم پر تمہارے ساتھی نے جادو کر دیا ہے۔ لوگ بکھر گئے اور نبی کریم ﷺ ان سے گفتگو نہ کر سکے۔

جب اگلا دن آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی! جو تو نے بات سنی ہے اس کی طرف وہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔ میری بات کرنے سے پہلے ہی لوگ بکھر گئے۔ جو کھانا تو نے کل بنایا تھا ایسا ہی کھانا دوبارہ ہمارے لیے بنا۔ پھر ان سب کو میرے لیے جمع کر۔ میں نے ایسے ہی کیا پھر میں نے انہیں جمع کیا۔ پھر آپ نے مجھے کھانا لانے کو کہا تو میں نے کھانا پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسے گذشتہ روز کیا تھا۔ انہوں نے کھانا کھایا، دودھ پیا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے گفتگو کی۔ فرمایا: اے بنو عبد المطلب! اللہ کی قسم! میں عربوں میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کے پاس ایسی چیز لایا ہو جو اس سے افضل ہو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں۔ تم میں سے کون میری اس معاملہ میں مدد کرے گا۔ میں نے عرض کی جبکہ میں سب سے کم عمر تھا: میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد المطلب کو جمع کیا۔ اس وقت وہ چالیس افراد تھے۔ ان میں سے دس افراد دو سال کا بچھڑا کھا جاتے تھے اور دودھ کا بڑا برتن پی جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بکری کی ایک ٹانگ پکانے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے وہ کھانا تیار کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس میں سے ایک ٹکڑا لیا اور اسے کھایا۔ پھر اسے کھانے کے برتن کے اطراف میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر قریب ہو جاؤ۔ لوگ دس دس کی قطار میں کھانے کے قریب ہو گئے۔ انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے دودھ کا برتن منگوایا۔ اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر انہیں عطا کر دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر اسے پیو۔ انہوں نے اسے پیا یہاں تک کہ سارے کے سارے سیراب ہو گئے۔ ایک آدمی نے ان کی قطع کلامی کی اور انہیں کہا اس آدمی کی مثل تم پر کسی نے جادو نہیں کیا ہے۔ اس روز نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اور کوئی گفتگو نہ کی۔

پھر اگلے دن انہیں اسی قسم کے کھانے اور مشروب پر دعوت دی۔ پھر ان سے گفتگو کرنے میں جلدی کی، فرمایا: اے بنو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی

marfat.com
Marfat.com

عبدالمطلب ! میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہارے لیے بشیرونذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں، میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جیسی چیز تمہارے پاس کوئی بھی نہیں لایا۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائیاں لایا ہوں، اسلام قبول کرلو، تم محفوظ ہو جاؤ گے اطاعت کرو، ہدایت پا جاؤ گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو خبردار کریں اور اس کام کا آغاز اپنے گھر اور اپنے خاندان سے کریں۔ حضرت ابن عباس نے ساتھ ہی یہ آیت پڑھی وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ (الأنعام-66)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ رَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔(1)

امام ابن مردویہ، ابن عساکر اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالواحد دمشقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو حدیث پڑھاتے اور انہیں فتویٰ دیا کرتے تھے جبکہ ان کی اولاد اور گھر والے گھر کی ایک طرف بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے تھے۔ آپ سے عرض کی گئی: اے ابودرداء! کیا وجہ ہے کہ لوگ تو اس علم میں رغبت رکھتے ہیں جو آپ کے پاس موجود ہے جبکہ آپ کے گھر والے لاپرواہ بیٹھے ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء کے متعلق لوگوں میں سے سب سے دور رہنے والے اور ان پر زیادہ سختی کرنے والے اس کے قریبی رشتہ دار ہوں گے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر یہ آیت پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عالم کے بارے میں لوگوں میں سے زیادہ الگ رہنے والے اسی کے گھر والے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ان سے جدا ہو جاتا ہے جبکہ وہ عالم اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کے حق میں سفارش کرتا ہے۔ جب وہ فوت ہوتا ہے تو وہ ایسے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے جو سرکش شیطان ہوتے ہیں جن کی تعداد ربیعہ اور مضر کی تعداد سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ وہ اس کے بارے میں ہی سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی زیادہ بار پناہ مانگا کرو۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جحادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب ابومسلم خولانی سے ملے تو ابوخولانی نے کہا تجھے اپنی قوم پر کیسے بزرگی ملی؟ تو کعب نے کہا میں ان پر معزز ہوں۔ ابومسلم نے کہا میں نے تورات میں یہ چیز پائی کہ کسی قوم میں کوئی دانا نہیں ہوتا مگر اس کی قوم اس سے اعراض کرتی ہے۔ پھر اس سے زیادہ قریبی۔ پھر اس سے زیادہ قریبی اگر اس کے حسب میں کوئی کمزوری ہو تو وہ اسے عار دلاتے ہیں۔ اگر اس نے کسی زمانہ میں کوئی گناہ کیا ہو تو وہ اسے عار دلاتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت ابومسلم سے کہا تو اپنی قوم کو اپنے بارے میں کیسا پاتا ہے؟ ابومسلم نے کہا وہ میری عزت کرتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں۔ کہا تورات اس بارے میں میری تصدیق نہیں کرتی کیونکہ قوم میں کوئی دانا نہیں ہوتا مگر وہ اس پر بغاوت کر دیتے ہیں اور اس سے حسد کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ﴿۲۱۷﴾

''اور آپ نیچے کیا کیجئے اپنے پروں کو ان لوگوں کے لیے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے۔ پھر اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ فرمادیں میں بری الذمہ ہوں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے ہو۔ اور بھروسہ کیجئے سب سے غالب ہمیشہ رحم کرنے والے پر۔''

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ نازل ہوئی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور خاندان والوں سے اس کام کا آغاز کیا۔ یہ امر مسلمانوں پر شاق گزرا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لیے یہ ارشاد فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ کے بارے میں یہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ حکم دیا پھر اسے منسوخ کر دیا اور ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔

الَّذِىۡ يَرٰٮكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۲۲۰﴾

''جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور (دیکھتا رہتا ہے جب) آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا۔ بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب آپ اپنے بستر سے اور اپنی مجلس سے اٹھتے ہیں تو وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تو جہاں کہیں بھی کھڑا ہوتا ہے وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں دیکھتا ہے کہ جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور تمہارا نمازیوں کے گھروں کا چکر لگانا بھی دیکھتا ہے جسطرح آپ سے پہلے انبیاء چکر لگاتے تھے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام، رکوع، سجود اور بیٹھنا دیکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّذِىۡ يَرٰٮكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے کھڑے ہونے، بیٹھے ہونے اور تیرے تمام احوال کو دیکھتا ہے اور تَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ سے مراد یہ ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19 صفحہ 141، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142

marfat.com
Marfat.com

اس کا قیام، اس کا رکوع، اس کا سجود اور بیٹھنا دیکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بن ابی حاتم نے قتادہ سے الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ آپ کو کھڑے، بیٹھے اور تمام حالات میں دیکھتا ہے اور تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ وہ تجھے نماز میں اکیلے اور جماعت میں دیکھتا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے السّٰجِدِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے نمازی۔(1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تیرا قیام، رکوع اور سجود دیکھتا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے جبکہ آپ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور انہیں کے ساتھ قعدہ کرتے ہیں۔(3)

امام سفیان بن عیینہ، فریابی، حمید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح آپ سامنے دیکھتے تھے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح سامنے دیکھتے تھے۔

امام مالک، سعید بن منصور، امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ میری توجہ اس طرف ہے، اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع مخفی نہیں اور میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(5)

امام ابن ابی عمر عدنی نے اپنی سند میں، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تجھے ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہوتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کو نبی کی حیثیت سے پیدا کیا گیا۔(6)

امام سفیان بن عیینہ، فریابی، حمیدی، سعد بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نماز میں پیچھے ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آپ سامنے دیکھتے تھے۔(7)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 143
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 143
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142
5۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 84، دار المعرفۃ بیروت
6۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 198 (11247)، دار الفکر بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 142

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ نبی کریم ﷺ لگاتار انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب حضرت آدم جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ حضور ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ فرمایا: میں ان کی پشت میں تھا۔ حضرت آدم زمین کی طرف اترے تو اس وقت بھی میں ان کی پشت میں تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے کشتی میں سوار کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے والدین نے کبھی بھی بدکاری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ لگاتار مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاک صاف اور مہذب رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔ جب بھی دو قبیلے بنے میں ان میں سے بہتر میں موجود ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ مجھ سے وعدہ لیا، اسلام کے ساتھ مجھے ہدایت دی، تورات وانجیل میں میرے ذکر کو بیان کیا، زمین کے مشرق ومغرب میں میری صفت کے ذریعے ہر چیز کو کھول دیا، مجھے اپنی کتاب کا علم دیا، مجھے اپنے آسمان میں بلند کیا، اپنے اسماء سے میرا نام مشتق کیا، صاحب عرش محمود ہے اور میں محمد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ حوض کی وجہ سے مجھ سے محبت کریں گے، اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عطا کیا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کے بہترین زمانے میں پیدا کیا، میری امت حمد کرنے والی ہے، نیکی کا حکم دینے والی ہے اور برائی سے منع کرنے والی ہے۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾

"کیا میں بتاؤں تمہیں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں۔ وہ اترتے ہیں ہر جھوٹ گھڑنے والے بدکار پر۔ یہ اپنے کان (شیطانوں کی طرف) لگائے رکھتے ہیں اور ان میں سے اکثر نرے جھوٹے ہیں۔"

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان سے عرض کی کہ مختار ثقفی گمان کرتا ہے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ حضرت ابن زبیر نے کہا وہ سچ کہتا ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: لوگوں میں سے بہت زیادہ جھوٹا وہ ہے يُلْقُوْنَ السَّمْعَ جسے وہ سنتا ہے شیطان اسے القاء کرتا ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل

1۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، باب فضیلتہ ﷺ بطیب مولدہ، جلد 1، صفحہ 12، عالم الکتب بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من ذکر حدیث الامراء والدخول علیہم، جلد 6، صفحہ 189 (30564)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45-144، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے اَفَّاكٍ سے مراد بہت بڑا جھوٹا اس سے مراد کاہن ہیں۔ جن چوری سے باتیں سنتے ہیں پھر وہ خبریں لوگوں میں سے اپنے دوستوں تک پہنچاتے ہیں (1)۔ کہا شیاطین آسمان کی طرف بلند ہوتے فرشتوں کی باتیں سنتے پھر انہیں کاہنوں تک لے آتے اور انہیں بتا دیتے جو بات آسمان سے سنتے وہ تو درست ہوتی اور ساتھ جھوٹ ملا دیتے وہ جھوٹ ہوتا۔

امام بخاری، امام مسلم، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ تو کچھ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی وہ ایسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں جو درست ہوتی ہے۔ فرمایا: یہ حق بات جن اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (2)

امام بخاری اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرشتے بادلوں میں زمین کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ شیطان کوئی بات سن لیتا ہے، وہ اسے کاہن کے کان میں قرقر کر کے ڈال دیتا ہے جیسے جب بوتل میں کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ قرقر کی آواز نکالتی ہے اور اس کے ساتھ سو جھوٹوں کو ملا دیتے ہیں۔ (3)

وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

"اور جو شعراء ہیں تو ان کی پیروی حق سے بہکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شعراء ہر وادی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں۔ اور وہ کیا کرتے ہیں ایسی باتیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے۔ بجز ان شعراء کے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور انتقام لیتے ہیں اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا اور عنقریب جان لیں گے جنہوں نے ظلم وستم کیے کہ وہ کس (بھیانک) جگہ لوٹ کر آ رہے ہیں۔"

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دو آدمیوں نے باہم ہجو کی۔ ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا کسی دوسری قوم کا۔ دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بے وقوف قسم کے لوگ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں دو شاعروں نے ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45-144 2۔ صحیح بخاری، باب الکہانۃ، جلد 5، صفحہ 2173 (5429)، دار ابن کثیر دمشق
3۔ ایضاً، باب صفۃ ابلیس وجنودہ، جلد 3، صفحہ 1197 (3114) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

دوسرے کی ہجو کی دونوں کے ساتھ لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب وَالشُّعَرَاءُ سے مَا لَا يَفْعَلُوْنَ تک آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تحقیق اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میں ان میں سے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ناسخ میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو حسن سالم سے روایت نقل کی ہے کہ جب پہلی آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت حاضر ہوئے جبکہ وہ رو رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وہ جانتا ہے کہ ہم شعراء ہیں، ہم تو ہلاک ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت کو نازل فرمایا۔(2)

امام عبد بن حمید اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو الحسن مولی بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ پہلی آیات نازل ہوئیں۔ یہ دونوں رو رہے تھے۔ حضور ﷺ ان آیات کی تلاوت کر رہے تھے یہاں تک کہ اس آیت اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تک پہنچے فرمایا: وہ تم ہو۔ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا فرمایا: وہ تم ہو وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا فرمایا اس کا مصداق بھی تم ہو وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ فرمایا اس کا مصداق کفار ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے الغاوون سے مراد کفار ہیں۔ وہ جنوں اور انسانوں میں سے گمراہوں کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ ہر لغو بات میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ اکثر ایسی باتیں کرتے ہیں جو کرتے نہیں۔ انہیں جھٹلایا جاتا ہے، پھر ان میں سے استثناء کی اور وہ لوگ اپنی گفتگو میں اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ کفار کو جواب دیتے ہیں جو مسلمانوں کی ہجو کرتے تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ الشعراء سے مراد مشرک ہیں جو حضور ﷺ کی ہجو کرتے تھے غاوون سے مراد سرکش جن ہیں فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ یعنی کلام کے ہر فن میں سے کچھ حصہ لیتے ہیں۔ پھر ان سے استثناء کی اور فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اس سے مراد حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک ہیں۔ یہ شعراء نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرف سے مشرکین کی ہجو کا جواب دیتے تھے۔

فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے غاوون کا معنی شعر روایت کرنے والے نقل کیا ہے۔(4)

امام بخاری نے الادب میں اور ابو داؤد رحمہم اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے وَ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 528، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 148
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 146,47,49
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 145

marfat.com
Marfat.com

الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ کو منسوخ کر دیا گیا اور اس سے استثناء کی گئی اور فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔(1)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت کعب بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشعراء میں جو نازل کیا، آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! گویا وہ ایسے چہروں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں جو تیر کی طرح پکے ہوتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک شاعر شعر پڑھتے ہوئے آپ کے سامنے آگیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر سے بھرے۔(3)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے: وہ شعراء جو اسلام کی حالت میں فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ شعر کہیں جسے جنت میں ان کی بیویاں جو حور عین ہوں گی گائیں گی۔ اور جو شعراء حالت شرک میں مر گئے وہ جہنم میں ہلاکت کو پکاریں گے۔(4)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شعر حکمت ہے۔ کہا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت قرظہ بن کعب، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت حاضر ہوئے، عرض کی: ہم شعر کہتے ہیں جبکہ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا تم اس آیت کو پڑھو وَالشُّعَرَآءُ ...... اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یہ تم ہی ہو وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا میں تمہارا ہی ہے وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا میں بھی تمہارا ہی ہے۔

امام فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شاعر باہم شعروں میں مقابلہ کرتے تا کہ اس کے پیروکار بنیں اور اس کے پیروکار بنیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغَاوٗنَ سے مراد جنوں میں سے نافرمان لوگ ہیں۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے الْغَاوٗنَ کا معنی شیاطین نقل کیا ہے اور فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ وہ ایک قوم کی ناحق تعریف کرتے ہیں اور ایک قوم کی ناحق مذمت کرتے ہیں۔(6)

1۔ الادب المفرد، باب من کرہ الغالب، جلد 2، صفحہ 232 (874)، مکتبہ مدنی القاہرہ
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 456، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 175
4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 362 (3613)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 47-146

marfat.com
Marfat.com

امام فریابی، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الْغَاوٗنَ سے مراد شیاطین ہیں اور فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کا معنی ہے وہ ہر فن میں گفتگو کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے یعنی عبداللہ بن رواحہ اور آپ کے ساتھی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الشعراء اور دوسروں سے استثناء ہے۔ بعض قراءتوں میں مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا کی جگہ بمثل مَا ظُلِمُوْا ہے کہا یہ آیت انصار کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کفار کی ہجو کا جواب دیا۔ ان میں سے حضرت کعب بن مالک، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم تھے۔ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا سے مراد شعراء اور دوسرے لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حضرت عبداللہ بن رواحہ اور انصار کے شعراء کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکوں کی ہجو کرو کیونکہ جبرائیل امین آپ کے ساتھ ہیں۔(2)

امام ابن سعد نے حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کی ہجو کرتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کھڑے ہو گئے، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اس کی ہجو کرنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا: تو یہی کہتا ہے ثبت اللہ حضرت عبداللہ نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ جی ہاں میں نے کہا۔

ثَبَّتَ اللّٰهُ مَا اَعْطَاکَ مِنْ حُسْنٍ تَثْبِیْتَ مُوْسٰی وَنَصْرًا مِثْلَ مَا نُصِرَا

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اچھائیاں عطا فرمائی ہیں انہیں اسی طرح قائم رکھے جسطرح حضرت موسیٰ کو قائم رکھا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے جیسے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد کی"۔

فرمایا: تو بھی وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ معاملہ کرے گا۔ پھر حضرت کعب اٹھے، عرض کی: مجھے بھی اس کی اجازت دیجئے۔ حضور ﷺ نے تو فرمایا: تو ہی وہ ہے جس نے کہا "همت" حضرت کعب نے عرض کی! جی ہاں یارسول اللہ! ﷺ میں نے کہا:

هَمَّتْ سَخِیْنَةُ اَنْ تُغَالِبَ رَبَّهَا فَلَیُغْلَبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَّابِ

"گرم روٹی نے ارادہ کیا کہ وہ مالکہ پر غالب آجائے، پس چاہیے کہ مغلوب غلبہ پانے والوں پر غالب آئیں"۔

فرمایا: خبردار! اللہ تعالیٰ تیرے اس عمل کو نہیں بھولے گا۔ پھر حضرت حسان بن ثابت کھڑے ہوئے، عرض کی: یارسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5، صفحہ 273 (26022)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

اللہ! ﷺ مجھے اجازت دیجئے اور اپنی سیاہ زبان باہر نکالی اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اس چیز کی اجازت دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کے پاس جاؤ، وہ تمہیں قوم کے واقعات بتائے گا، ان کی ہجو کرو، جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ان ستر اشعار میں مدد کی جو انہوں نے حضور ﷺ کی تعریف میں کہے۔

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر حضرت حسان رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے حضرت حسان بن ثابت کو دیکھا اور حضرت حسان بن ثابت نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ حضرت حسان نے عرض کی: میں اس مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا جبکہ اس مسجد میں وہ ہستی تھی جو آپ سے بہتر تھی۔ تو حضرت عمر خاموش ہوگئے۔ پھر حضرت حسان بن ثابت حضرت ابو ہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری طرف سے انہیں جواب دو، اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید فرما؟ حضرت ابو ہریرہ نے کہا ہاں۔ (1)

امام ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات فرمایا: جبکہ صحابہ سفر کی حالت میں تھے حضرت حسان بن ثابت کہاں ہیں؟ حضرت حسان بن ثابت نے عرض کی! لبیك وسعدیك میں حاضر ہوں۔ فرمایا: حدی خوانی کرو۔ تو حضرت حسان بن ثابت شعر پڑھنے لگے جبکہ حضور ﷺ توجہ سے سننے لگے یہاں تک کہ حضرت حسان بن ثابت اشعار سے فارغ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ان مشرکوں کے لیے تیروں سے زیادہ سخت ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن رواحہ سے فرمایا: شعر کیا ہے؟ حضرت عبد اللہ نے عرض کی: ایسی چیز ہے جو سینے میں کھٹکتی ہے تو وہ اسے شعر کی صورت میں زبان پر لے آتا ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مدرک بن عمارہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو شعر کہنا چاہتا ہے تو تو کیسے شعر کہتا ہے؟ گویا آپ اس پر تعجب کا اظہار کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی: میں اس میں غور و فکر کرتا ہوں پھر کہتا ہوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو تم پر لازم ہے کہ مشرکوں کے بارے میں کہا کرو۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون مسلمانوں کی عزتوں کی حفاظت کرے گا؟ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے جواب دیا میں۔ کعب بن مالک نے عرض کی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون اچھا شعر کہتا ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی ہجو کرو کیونکہ روح القدس تمہاری مدد کریں گے۔

امام ابن سعد نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قوم اپنے اسلحہ سے اپنا دفاع کرے تو ان کی زبانیں اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ ایک آدمی اٹھا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں۔ حضور ﷺ

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 269، دار صادر بیروت

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا: تیرے لیے ناممکن ہیں۔ وہ بیٹھ گیا۔ ایک اور اٹھا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا بیٹھ جاؤ۔ حضرت حسان بن ثابت اٹھے، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اس کے مقابلہ میں مجھے کوئی بات صنعاء اور بصری کے درمیان خوش نہ کرے گی، بیشک میں نے کسی قوم کی ہجو نہیں کی وہ ہجو ان کے لیے سب سے شدید ہوگی جسے وہ جانتے ہیں۔ مجھے کسی ایسے آدمی کے بارے میں حکم دیجئے جو ان کے واقعات اور خاندان والوں کے بارے میں آگاہ ہوتا کہ میں ان کے متعلق اپنی زبان استعمال کروں۔ تو حضور ﷺ نے مجھے حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں حکم دیا۔

امام ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ کفار قریش میں سے تین آدمیوں ابو سفیان بن حرث، عمرو بن عاص اور ابن زبعری نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی ہجو کی ایک آدمی نے حضرت علی شیر خدا سے کہا ان لوگوں کی ہجو کرو جنہوں نے ہماری ہجو کی ہے۔ حضرت علی نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دی تو میں ایسا کروں گا۔ اس آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ حضرت علی کو اجازت دیجئے تاکہ یہ ہماری طرف سے ان لوگوں کی ہجو کریں جنہوں نے ہماری ہجو کی ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ مناسب نہیں۔ پھر انصار سے فرمایا: وہ قوم جس نے رسول اللہ کی اپنے اسلحہ اور اپنی جانوں سے مدد کی اسے کونسی چیز مانع ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے اس کی مدد کریں؟ حضرت حسان بن ثابت نے عرض کی! میں اس کے لیے حاضر ہوں آپ نے اپنی زبان کا کنارہ پکڑا اور عرض کی ان کے بارے میں گفتگو سے بڑھ کر مجھے کوئی بات بصری اور صنعاء کے درمیان خوش نہ کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تو ان کی کیسے ہجو کرے گا جبکہ میں ان کے خاندان میں سے ہوں۔ حضرت حسان نے عرض کی: میں آپ کو اس طرح نکال لوں گا جس طرح بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ تین انصاری صحابہ قریش کی ہجو کرتے اور انہیں جواب دیتے: حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن مالک، حضرت عبد اللہ بن رواحہ۔

حضرت حسان اور حضرت کعب رضی اللہ عنہما ان کا مقابلہ انہیں کے اشعار جیسے اشعار سے کرتے یعنی واقعات، جنگوں اور آثار کرتے اور اعلیٰ اوصاف کے ساتھ انہیں عار دلاتے جبکہ ابن رواحہ انہیں کافر ہونے پر عار دلاتے اور انہیں کفر و شرک کی طرف منسوب کرتے اور یہ جانتے کہ ان میں کفر سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں ہے۔ جب تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو ان کے لیے حضرت حسان اور حضرت کعب کا قول زیادہ سخت تھا اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ کا قول بہت ہلکا محسوس ہوتا تھا۔ جب وہ قریش مسلمان ہو گئے اور اسلام کی سمجھ آگئی تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے اشعار زیادہ تکلیف دہ محسوس ہوتے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت بریدہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک بعض شعر حکمت ہیں۔ (1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک بعض شعر حکمت ہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: بیشک بعض شعر حکمت ہیں اور بعض بیان جادو ہیں۔ (3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5، صفحہ 272 (26008)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271 (26007) 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 272 (26011)

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں کو برباد کرتے ہیں۔

امام احمد نے ابوامامہ بن سہل سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی سے سنا حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں، بیشک کعبہ کا خزانہ نہیں نکالے گا مگر حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکن (یمانی) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان ایک آدمی بیعت لے گا، اس بیعت کو کوئی حلال نہیں کرے گا مگر یہاں کے رہنے والے ہی اسے حلال کریں گے۔ جب یہ لوگ اس بیعت (اللہ) کو حلال جانیں گے تو عربوں کی ہلاکت کا نہ پوچھ۔ پھر حبشی آئیں گے، اسے برباد کر دیں گے۔ پھر اس کے بعد یہ کبھی آباد نہ ہوگا۔ وہی لوگ اس کے خزانے کو نکالیں گے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں کیونکہ کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکالے گا مگر حبشیوں میں سے دو چھوٹی پنڈلیوں والا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ کعبہ کے آخری واقعات میں سے یہ ہے کہ حبشی بیت اللہ شریف پر حملہ کریں گے۔ مسلمان ان کی طرف لڑ رہے ہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر مشرق کی جانب سے ایک ہوا بھیجے گا تو وہ ہوا اللہ کے لیے کسی بندے کو نہیں چھوڑے گی جس میں ذرہ برابر تقویٰ ہو مگر اس کی روح قبض کرلے گی یہاں تک وہ اچھے لوگ ختم ہو جائیں گے تو باقی کمینے لوگ رہ جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی رحمہم اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کعبہ شریف حبشیوں میں سے دو چھوٹی پنڈلیوں والا گرائے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے فرمایا: گویا میں ایک حبشی آدمی دیکھتا ہوں جو گنجے سر والا، چھوٹے کانوں والا اور باریک پنڈلیوں والا اس کعبہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اسے گرا رہا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں جو گنجے سر والا، ٹیڑھے پاؤں والا وہ اس پر کھڑا ہے، اپنی کدال کے ساتھ اسے گرا رہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد نے اپنی وصیت میں دو سطریں لکھیں بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جب وہ اس

1۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 1، صفحہ 78، دارالفکر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 499 (8395)، دارالکتب العلمیہ بیروت　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 500 (8396)
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 29 (58-57)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

دنیا سے جا رہا ہے، یہ وہ وقت ہے جب کافر ایمان لے آتا ہے، فاجر متقی بن جاتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے۔ میں نے تمہارے اوپر عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا۔ اگر وہ عدل کرے تو یہ میرا اس کے بارے میں گمان اور امید ہے، اگر وہ ظلم کرے اور معاملات کو بدل دے تو میں غیب نہیں جانتا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ جب یہ آیت وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ پڑھتے تو رو پڑتے۔(1)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کلام صفوان بن محرز، جلد 7، صفحہ 181 (35153)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com